پس ثابت ہُوا۔ کہ جب تک اناجیل میں یہ الفاظ رہیں گے۔ تب تلک کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ مسیح نے توریت کے علاوہ کوئی اور جدید شریعت بھی اپنے پیروکاروں کو دی تھی۔ اور یہ مقام ہمارے یوحنا کے پیش کردہ مقام کا مؤید ہے۔

دلیل سوئم } حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں۔ وہ سب کرو اور مانو۔ لیکن ان سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ پر کرتے نہیں"۔

"فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں" کیوں بیٹھے ہیں۔ تاکہ موسیٰ کی شریعت کی تفسیر کریں۔ استثناء ۱۷/۹ تا ۱۳ ثابت ہُوا۔ کہ مسیح کے نزدیک فقیہوں اور فریسیوں کی تعلیم درست تھی اور ان کا فتویٰ قابل تسلیم و اتباع تھا۔ لہٰذا مسیح کہتا ہے جو کچھ وہ ماننے کو کہیں۔ سب مانو۔ لیکن چونکہ متی ۱۵/۲ میں علماء احادیث پر ملامت کر چکا ہے۔ اسلیئے اس جگہ سے یہی ثابت ہُوا۔ کہ خالص توریت کی تعلیم پر عمل کرو۔

یہاں پر ایک غور طلب امر یہ ہے۔ کہ باوجود اس امر کے۔ کہ فریسی وغیرہ مسیح کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ تو بھی اس نے یہی کہا۔ کہ انکی مانو۔ کیونکہ وہ موسیٰ کی گدی پر بیٹھے اور اس کی شریعت سکھلاتے ہیں۔ لیکن اب اگر کوئی اسکی علیحدہ شریعت ہوتی۔ تو کیا مسیح ایسے لوگوں کی بات ماننے کے واسطے ایسا تاکیدی حکم دیتا ہرگز نہیں۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ بجز شریعت توریت کے اور کوئی شریعت مسیح کی نہ تھی۔

چوتھی دلیل } لوقا کی انجیل۔ "لیکن آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطے کے مٹ جانے سے آسان ہے" لوقا ۱۶/۱۷

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ اس جگہ مسیحؑ شریعت کی پائداری ایسی تفصیل و تشریح سے بیان کرتا ہے۔ کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں۔ اب صرف یہ بات غور طلب ہے۔ کہ شریعت کونسی ہے۔ آیا مسیحؑ کی اپنی شریعت یا موسیٰؑ کی شریعت۔ سب سے پہلے بعض توحیدی فرقہ جات اور نیز تثلیثی فرقہ جات کے خیالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسپر بحث کریں گے۔

پس واضح ہو۔ کہ بعض تثلیثی مفسرین اور نیز توحیدی علماء کا خیال ہے۔ کہ اس ورس سے

مراد مسیح کی اپنی شریعت ہے۔ چنانچہ عبرانی ۱۳/۸ میں لکھا ہے۔ کہ "یسوع مسیح کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے" اب بعض تثلیثی اور خصوصاً بعض توحیدی کہتے ہیں۔ کہ اس ورس میں در اصل شریعت مسیح یسوع کا مذکور ہے۔ کیونکہ مسیح خود ابد تک یکساں نہیں رہا۔ بلکہ بچہ سے جوان وغیرہ ہوا۔ اور پھر یہ لوگ جو اس آیت سے مراد یسوع کی شریعت قرار دیتے ہیں۔ لوقا کی اس ورس سے تطبیق کر کے اسے اپنے مدعا کی مؤید سمجھتے ہیں۔ جو یہ ہے کہ "ابراہیم نے اس سے کہا۔ کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیاء تو ہیں وہ ان کی سنیں" لوقا ۱۶/۲۹ پس اب مسیح کی شریعت کے مدعیان کہتے ہیں۔ کہ عبرانی ۱۳/۸ کی صحیح تفسیر لوقا ۱۶/۲۹ سے یوں ہوتی ہے۔ کہ جس طرح لوقا کے مذکورہ مقام سے ظاہر ہے۔ کہ موسیٰ اور انبیاء سے مراد در اصل انکی شرائع ہیں۔ نہ کہ خود ان انبیائے کے وجود۔ اسی طرح عبرانی ۱۳/۸ میں مسیح کی شریعت مراد ہے لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ مسیح کی کوئی شریعت ضرور ہے۔ لیکن ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں۔ کہ عبرانیوں کا خط جسے کئی کلیسیائیں رسولی تحریر بھی نہیں سمجھتیں۔ اس سے کہیں زیادہ قابل اعتبار پولوس کے یہ الفاظ ہمارے مدعا کی تائید کر کے اس جھگڑے کا بوجہ احسن تصفیہ کئے دیتے ہیں۔ پولوس فرماتے ہیں۔ کہ شریعت موسیٰ اور انبیاء تک۔ مگر فضل خداوند یسوع مسیح کے وسیلے دیکھو۔ اس ورس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔ کہ مسیح کی کوئی اپنی شریعت نہ تھی۔ پھر اسکے علاوہ یوحنا کی انجیل کا ایک دوسرا مقام اس شریعت کا تصفیہ کئے دیتا ہے۔ چنانچہ مسیح کا قول ہے۔ کہ "(اے یہودیو) کیا موسیٰ نے تمہیں شریعت نہیں دی تو بھی تم میں سے کوئی شریعت پر عمل نہیں کرتا" یوحنا ۷/۱۹ پس اس مقام سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مسیح نے کوئی اپنی نئی شریعت یہود کے سامنے ہرگز ہرگز قطعاً پیش نہیں کی۔

پھر اس سے بھی زیادہ زور دار الفاظ یوحنا کی انجیل میں موجود ہیں۔ چنانچہ یوحنا جو بقول پراٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے مسیح کا سب شاگردوں سے زیادہ پیارا شاگرد تھا۔ اپنی انجیل میں لکھتا ہے۔ کہ "شریعت تو موسیٰ کی معرفت دی گئی۔ مگر فضل اور سچائی یسوع مسیح کی معرفت پہنچی" یوحنا ۱/۱۷ پس اس جگہ بمصداق ع عیاں راچہ بیان۔ ہم اس ورس کی خود تفسیر نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ خود آپ اپنی تفسیر ہے۔

پانچویں دلیل لوقا کی انجیل $\frac{24}{44}$ "پھر اس نے (یسوع نے) ان سے (شاگردوں سے) کہا۔ کہ ضرور ہے۔ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحائف اور زبور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اس نے ان کا ذہن کھولا۔ تاکہ کتاب مقدس کو سمجھیں۔"

اس جگہ مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد عہد عتیق کی تصدیق کرتا ہے۔ اور پورے اس تقسیم سے کتاب مقدس کے ثلاثہ اجزا کا مصدق بنتا ہے۔ جس طرح کہ اس زمانہ میں یہود نے عہد عتیق کو تقسیم کیا ہُوا تھا۔ یعنی سب سے پہلے توریت موسیٰ۔ پھر انبیاء کے صحائف۔ پھر زبور اور یہ اس لئے کہ اس زمانہ میں توریت ایک علیحدہ حصہ مقدس کتاب کا تھا۔ اور دوسری جلد صحف الانبیاء یا جس کا دوسرا نام یرمیاہ کی کتاب* اور تیسرا حصہ زبوروں کی کتاب کہلواتا تھا۔ چنانچہ اس ترتیب کو مسیح نے مدِ نظر رکھتے ہوئے کتاب مقدس کی تصدیق کی۔ اور نہیں کہا کہ انجیلی شریعت بھی کچھ چیز ہے۔ بھلا جب مسیح کے وقت میں خود اناجیل کا ہی وجود نہ تھا۔ تو پھر شریعت کونسی تھی۔

خلاصۂ مطلب مذکورہ پانچ دلائل سے واضح طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ موجودہ اناجیل اربعہ کے رو سے جن پر کل مسیحی فرقہ جات کا دارومدار ہے۔ یہ بات صاف و بیّن طریق سے عیاں ہے۔ کہ یسوع مسیح کی کوئی جدید شریعت نہ تھی۔ بلکہ وہ شریعت موسوی پر عامل اور کاربند رہا ہے۔ یعنی وہ شارع نبی نہ تھا۔ لہٰذا ہم اس مضمون پر تھوڑا سا اور لکھ کر پھر اسے ختم کرینگے۔

ایک نکتہ بعض فرقوں کے لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ قبل از مسیح یسوع جو انبیاء گذرے ان میں سے اس قسم کی کوئی مثال نہیں رکھتا۔ کہ وہ نبی بھی ہو صاحب کتاب

---

* صحف الانبیاء کا دوسرا نام یرمیاہ کی کتاب تھا۔ اس کی وجہ یہ۔ کہ اس عہد میں یرمیاہ کی کتاب انبیاء کے صحیفوں میں اول درجہ پر تھی۔ اور اسی سبب سے متی $\frac{16}{14}$ میں لکھا ہے۔ یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں یرمیاہ کا درجہ بلند سمجھا جاتا تھا۔ منہ

بھی ہو۔ اور شارع نہ ہو۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ یہ امر سب لوگ جانتے ہیں۔ کہ موسیٰؑ کے بعد کے انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی ایسا نہیں گذرا۔ جو صاحب شریعت نبی ہوا ہو۔ اور موسوی شریعت کو اس نے منسوخ کیا ہو۔ بلکہ کل نبی مثل۔ داؤد۔ سلیمان حزقی ایل۔ یسعیاہ۔ یرمیاہ علیہم السلام۔ غرضیکہ کل انبیاء بنی اسرائیل موسوی شریعت کے متبع تھے۔ مثال کے طور پر سب سے پہلے داؤدؑ نبی کے حالات پر غور کرنی چاہیئے۔ کہ کیا داؤدؑ کی کوئی علیحدہ شریعت تھی۔

سو واضح ہو۔ کہ داؤدؑ نبی اپنی کتاب زبور کے شروع میں کہتا ہے۔ کہ "مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند کی شریعت میں مگن رہتا۔ اور دن رات اسکی شریعت میں سوچا کرتا ہے" زبور ۱/۲ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ داؤدؑ یہاں کونسی شریعت کی نسبت یہ باتیں بیان کرتا ہے۔ سو اس زبور کی تشریح خود زبور کا دوسرا مقام ہے۔ جو یہ ہے۔ "مجھے اپنے حکموں پر چلا۔ کہ میری خوشی اس میں ہے" زبور ۱۱۹/۳۵ پھر ورس ۴۷ و ۹۲ میں لکھا ہے۔ اور تیرے حکموں سے حظ اُٹھاؤنگا۔ کہ میں انہیں چاہتا ہوں۔ پھر ورس ۹۲ اگر تیری شریعت میری خوشی نہ ہوتی۔ تو میں اپنی مصیبت میں ہلاک ہو جاتا۔

زبور کی ان آیات میں ایک لفظ **حکموں** یا **احکام** کا زیادہ بار آیا ہے۔ اور یہی لفظ ثابت کرتا ہے۔ کہ حضرت داؤدؑ نبی کی اپنی کوئی شریعت نہ تھی۔ بلکہ وہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت پر چلنے والے۔ اور اسی شریعت پر عمل کرنے سے اپنی نجات سمجھتے تھے۔ کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ مسیحؑ کے وقت کے بعد بھی۔ بلکہ آج تک بھی اگر شریعت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کوئی اسرائیلی یا مسیحی حکموں کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ تو فی الفور ہر ایک جاننے والا جان لیتا ہے۔ کہ موسوی احکام عشرہ سے مراد ہے۔ جیسا کہ مسیحؑ نے بھی اسی لفظ حکموں میں سے یہی مراد سمجھی۔ اور اسی محاورہ کو مدِّنظر رکھا۔ چنانچہ متی کی انجیل میں مسیحؑ ایک متلاشی کو حکم کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ "اگر تو زندگی میں داخل ہوا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔" متی ۱۹/۱۷

اس جگہ ایک اور بات حل طلب ہے۔ اور وہ یہ۔ کہ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔

کہ اگر حکموں سے مراد مجرد موسوی احکام عشرہ سمجھے جاتے تھے۔ تو پھر اس سائل نے کیوں تعجب سے مسیح سے پوچھا کن حکموں کو متی ۱۹/۱۸ باوجودیکہ وہ شخص اسرائیلی تھا۔ اور شریعت پر چلنے والا تھا۔ مگر افسوس ہے ہکہ ایسے معترض بوجہ نہ جاننے علم تفسیر بائیبل کے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو معلوم نہیں۔ کہ موسوی احکام عشرہ دو حصص پر منقسم ہیں۔ اول حقوق اللہ۔ دوئم حقوق العباد یعنی پڑوسی کے متعلق۔ پس اس جگہ اس سائل کو مسیح نے احکام موخر الذکر حصہ کی جانب متوجہ کیا۔ کیونکہ اول الذکر حصہ پر وہ جوان کاربند تھا۔ جیساکہ اپنے اقرار سے بھی ظاہر ہے۔ متی ۱۹/۲۰ پس مسیح نے اسے دوسرے حصہ کی تبلیغ کی۔ چنانچہ بائیبل کا علم تطبیق اس پر شاہد ناطق ہے۔ دیکھو مرقس ۱۰/۱۹ و متی ۱۹/۱۹ مذکورہ بالا امور سے ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت داؤدؑ اپنے زبور کی آیات ۳۵ و ۴۷ و ۹۲ میں حکموں سے مراد موسوی احکام عشرہ ہی سمجھتے ہیں اور یہی بائیبل کا محاورہ ہے۔

دوسرا پہلو اس سوال کا یہ ہے۔ کہ اگر داؤدؑ شارع نبی تھا۔ جیساکہ ہمارے مخالفوں کا خیال ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ ہم کو دکھلادیں۔ اسکے زبور میں کونسی شریعت ہے۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ سارا زبور پڑھ جاؤ۔ تمام صحائف چھان مارو۔ کسی آیت کا ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملیگا جس سے یہ ثابت ہوسکے۔ کہ موسیٰؑ کے بعد کے انبیاء علیہم السلام شارع تھے۔ اور کہ اپنی شریعت جدید رکھتے تھے۔

مسئلہ تنسیخ اہل تثلیث وغیرہ ایک اور بات پیش کیا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ چونکہ بائیبل کے رو سے مسئلہ ناسخ منسوخ بالکل ایک لغو مسئلہ ہے۔ اس لیئے ایسے لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ موسیٰؑ کے بعد کسی نبی نے موسوی شریعت کو منسوخ نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ اسکے بعد کوئی دوسرا نبی شارع نہیں آیا۔ اس بارے میں غلطی کھاتے ہیں۔ کیونکہ صاف طور پر کتاب مقدس کے رو سے ثابت ہے۔ کہ کتاب مقدس کی کوئی آیت بھی ناسخ منسوخ نہیں ہوسکتی۔ اسلیئے یہ کوئی دلیل نہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ ناسخ منسوخ بقول شما نہ سہی۔ مگر آخر جب ہم خود اناجیل و خطوط الرسل سے یہ بات ثابت کرتے ہیں۔ کہ مسیحؑ۔ اسکے حواری۔ ان کے تبع تابعین سب موسوی شریعت پر چلنے والے تھے۔ تو پھر چاہیئے۔ کہ کم از کم تم بھی یہ بات کتاب مقدس

کے رُو سے ہی ثابت کرو۔ کہ مسیحؑ کی اپنی شریعت بھی تھی۔ اور کہ مسیحؑ خود اسکے حواریین تبع تابعین اسپر چلتے تھے۔ مگر یقیناً کوئی بھی ایسا نہیں دکھلا سکتا۔ مگر ہم دکھاتے ہیں۔ کہ مسیحؑ کے حواری بھی موسوی شریعت پر چلتے تھے۔

حواریین مسیحؑ کا مذہب مشہور و معروف مؤرخ **ایپے فائنز** لکھتا ہے۔ کہ مسیحیوں میں قدیم الایام میں ایک فرقہ ناصری نام تھا۔ یہ لوگ موسوی شریعت کے پابند تھے۔ قربانی اور ختنہ وغیرہ کی ضرورت کی تاکید کرتے تھے۔ مسیحؑ کی الوہیت کے منکر تھے۔ مسیحؑ کو صرف ایک راستباز اور نیک آدمی مانتے تھے۔ دیکھو جونس قینین جلد اول باب ۲۹ ۳۱/۳۴

ونیز ایپے **فائنز**۔ کی بدعات۔ بیان درباره ناصری فرقہ۔

اب سب سے پہلے ہم یہ تحقیق کرتے ہیں۔ کہ یہ ناصری فرقہ کونسا فرقہ تھا۔ اور آیا اہل تثلیث سے پُرانا ہے۔ یا تثلیث کی اختراع کے بعد کا مروّجہ ہے۔ سو اس کی تشریح خود صحیح تاریخ سے معلوم ہوجاتی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے الوہیت مسیحؑ کا منکر خود مسیح یسوع ہے۔ جس نے پکار کر کہدیا کہ "سُن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے مرقس ۱۲/۲۹ ہاں! اس مسئلہ الوہیت سے خود مسیح یسوع نے انکار کردیا۔ فرمایا۔ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تُونے بھیجا ہے۔ جانیں۔ یوحنا ۱۷/۳ پس ایک خدا اور اکیلا سچا خدا یہودی توحید کا معلّم خود مسیح یسوع ہے۔

مسیحؑ کے بعد اسکے حواریین بھی اسی یہودی توحید کو سکھلانے والے اور موسوی شریعت کے پابند تھے۔ چنانچہ پولوس نے پکار کر کہدیا۔ "سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں۔ اگرچہ آسمان اور زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی **باپ** جس کی طرف سے ساری چیزیں ہیں۔ اور ہم اسی کے لیئے ہیں۔ اور ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح ۱ کر ۸/۴-۶ ۔ پس ثابت ہوا۔ کہ مسیحؑ اور اسکے حواریین توحید موسوی کے معلّمین تھے۔

لفظ ناصری کی تحقیق گلیل کے علاقہ میں ایک شہر ناصرہ نام تھا۔ جو دراصل ایک پہاڑی پر بستا تھا۔ لوقا ۲/۳۹ اس جگہ کو مریم مقدسہ نے مصر سے

واپس آکر اپنا جائے قرار بنایا تھا۔ ناصرہ بستی کا نام ناصرہ اسلیئے ہُوا۔ کہ یہ لفظ نصر سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں چھوٹا پودا چنانچہ یسعیاہ ۱۱/۱ میں بعینہٖ یہ لفظ عبرانی میں موجود ہے۔ چونکہ مسیحؑ اور اسکی والدہ مقدسہ مریم ایک مدّت تک اس بستی میں رہے تھے۔ اسلیئے مسیحؑ بھی مسیح ناصری کہلوایا یوحنا ۱/۴۵ پس یہیں سے فرقہ ناصری کا آغاز ہُوا۔ پولوس بھی اسی فرقہ کے تھے۔ اعمال ۲۴/۵ پولوس نے اسے خود بھی قبول کیا ورس ۱۴ چنانچہ حاکم کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا۔ "لیکن تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں۔ اسکے مطابق میں اپنے باپ دادوں کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ اور جو کچھ توریت اور صحف الانبیائؑ میں لکھا ہے۔ اس سب پر میرا ایمان ہے" اعمال ۲۴/۱۴۔ پس ثابت ہُوا۔ کہ یہی ناصری فرقہ جسکے عقائد اوپر بیان ہو چکے۔ ایک قدیم عیسائی فرقہ ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ناصری فرقہ جو موسوی شریعت کا مؤید اور متبع تھا۔ تو کیا یہ مسئلہ انکی اپنی اختراع و ایجاد تھا۔ یا مسیحؑ کے حواریّین سے انہوں نے اسکو حاصل کیا تھا۔

پس معلوم ہو۔ کہ موسوی شریعت کی دائمی پابندی انہوں نے حواریّین مسیح سے کرنا سیکھی تھی۔ کتاب اعمال الرسل باب ۲۱ ورس ۱۸ تا ورس ۲۴ میں لکھا ہے۔ "اور دوسرے دن پولوس ہمارے ساتھ یعقوبؑ کے پاس گیا۔ اور سب بزرگ وہاں حاضر تھے۔ اس نے انہیں سلام کرکے جو کچھ خدا نے اسکی خدمت سے غیر قوموں میں کیا تھا۔ مفصل بیان کیا انہوں نے یہ سن کر خدا کی بڑائی کی۔ پھر اس سے کہا۔ اے بھائی تو دیکھتا ہے۔ کہ یہودیوں میں سے ہزار ہا آدمی ایمان لے آئے ہیں۔ اور وہ سب شریعت کے بارے میں سرگرم ہیں اور انکو تیرے بارے میں سکھا دیا گیا ہے۔ کہ تو غیر قوموں میں رہنے والے سب یہودیوں کو یہ کہکر موسیٰؑ سے پھر جانے کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ نہ اپنے لڑکوں کا ختنہ کرو۔ نہ موسوی رسموں پر چلو۔ پس کیا کیا جائے۔ لوگ ضرور سُنیں گے۔ کہ تو آیا ہے۔ اس لیئے جو ہم تجھ سے کہتے ہیں۔ وہ کر۔ ہمارے ہاں چار آدمی ایسے ہیں۔ جنہوں نے منت مانی ہے۔ انہیں لیکر اپنے آپ کو انکے ساتھ پاک کر۔ اور انکی طرف سے کچھ خرچ کر۔ تاکہ وہ سر منڈائیں۔ تو سب جان لیں گے۔ کہ جو باتیں انہیں تیرے بارے میں سکھائی گئی ہیں۔ انکی کچھ بھی اصلیت نہیں

بلکہ تو خود بھی شریعت پر عمل کرکے درستی سے چلتا ہے۔ پھر آیت ۲۶ میں لکھا ہے
"اسپر پولوس ان آدمیوں کو لیکر اور دوسرے دن اپنے آپ کو انکے ساتھ پاک کرکے
ہیکل میں داخل ہوا۔ اور خبر دی۔ کہ جب تک ہم میں سے ہر ایک کی نظر نہ چڑھائی جاوے
تقدس کے دن پورے کرینگے"

پس مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوگیا۔ کہ مسیح کے بعد خود حواریین مسیح مع پولوس اور سب
بزرگان ملت کے موسوی شریعت پر دائمی پابندی ضروری سمجھتے تھے۔ اور یہ کہنا۔ کہ وہ شریعت
موسوی پر نہ چلتے تھے۔ وہ اپنے پر ایک الزام جانتے تھے۔ اور اس بات کو بے اصل بات
کہتے تھے۔ ورس ۲۴

صاحب کتاب نبی } غیر احمدی لوگ خصوصاً یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح جبکہ صاحب کتاب
نبی تھا۔ پھر اسکی شریعت بھی ضرور ہوگی۔ یہ بات دراصل یہودیت
وعیسویت کے مذاہب سے ناواقفیت کی وجہ سے یہ لوگ کہتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ موسیٰؑ
کے بعد کئی انبیاء علیہم السلام آئے جن کی کتب بائیبل میں موجود ہیں۔ مگر صاحب شریعت
سوائے موسیٰؑ کے اور کوئی بھی نہیں ہوا۔ اور انہی میں کا ایک مسیحؑ ناصری رسول تھا۔ لہٰذا
ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت ہو۔ اور صحف الانبیاء جو بائیبل میں موجود ہیں۔ وہ دراصل
انبیاء علیہم السلام کے الہامات کا مجموعہ ہیں۔ جو الہام کسی نبی کو ہوا۔ اس نے لکھ لیا۔ اور مابعد
وہ کتابی صورت میں آکر اس نبی کے نام سے موسوم ہوئی۔ انکے مضامین شریعت موسوی کے
مؤید اور اسپر چلانے والے مشفق ناصح ہیں۔ ایسا ہی مسیح محمدی علیہ السلام یعنی حضرت اقدس
مرزا غلام احمد صاحب جو اللہ تعالیٰ کے ایک نبی اور برگزیدہ رسول تھے۔ انکے الہامات کا
مجموعہ ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلعم کی شریعت اور قرآن کریم کی تعلیم کے مؤید ہیں۔ اور اسپر
عمل کروانے کے واسطے ایک ناصح مشفق ہیں۔

اصل مضمون کا دوسرا حصہ

پہلے حصہ کو ہم ختم کرتے ہیں۔ اور اگرچہ اس مضمون پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر ہم
بخوف طوالت اسکو یہیں چھوڑ کر دوسرے حصہ کی جانب متوجہ ہوتے ہیں ؂

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

تحریف در انجیل نمبر ۳

ہر کسے روز بہی مے طلبد از ایام ۔ مشکل این است کہ ہر روز بتر مے بینم

گناہ سے گناہ بڑھتا ہے

مشہور بات ہے۔ کہ آدمی جب دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ تو جوں جوں اپنے خلاص کے لیئے ہاتھ پیر مارتا ہے۔ توں توں زیادہ ہی دھنستا چلا جاتا ہے۔ یہی حال ہُوا ان سب مسیحی تثلیثی فرقہ جات کا۔ جو اپنے ہادی مسیح یسوع کی تعلیم چھوڑ کر ٹیڑھی راہ اختیار کرتے رہتے ہیں۔ ایسے فرقہ جات نے جب اپنے ہادی مسیح یسوع کے اس قول کو کہ "میرا باپ مجھ سے بڑا ہے یوحنا ۱۴/۲۸ فراموش کر کے اس کی جگہ قول اپنے عقیدہ میں داخل کیا۔ کہ "جیسا اَبْ ہے۔ ویسا ہی ابن ہے۔ اتاناسس ع۶ تو انہیں کئی مشکلات کا سامنا ہُوا۔ نہیں ہم کہتے ہیں۔ جب ایسے فرقہ جات نے مسیح یسوع کا قول "میرا باپ سب سے بڑا ہے یوحنا ۱۰/۲۹ اپنی یاد سے بھول کر اس کی جگہ "جیسا باپ ہے ویسا ہی روح القدس" ہے اتاناسس ع۷ کو اپنا اصل عقیدہ اور موجب نجات تسلیم کیا۔ تو پھر انکے سر پر مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے ہر طریق سے کوشش کی۔ کہ کسی طرح ثالوث مقدس اُلوہیت مسیح وغیرہ مسائل کو انجیل کا سہارا مل جاوے۔ لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ باوجود اس امر کے۔ کہ اناجیل کیا تمام بائیبل میں ایک بار بھی تثلیث کا لفظ نہیں ایسا ہی اُلوہیت مسیح کا نشان تک نہیں۔ اسی طرح اس کل کے دوسرے پُرزے۔ مثل اقانیم اقنوم۔ اقنومیت۔ اقانیم کی یگانگت وغیرہ الفاظ بالکل کتاب مقدس میں ایک بار بھی نہیں آئے۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ خالص توحید کے مٹانے کے واسطے۔ کہ جس کا ذکر ہزار ہا بار کتاب مقدس میں آیا ہے۔ کیسے وسائل آئے دن بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔

سماوی صحف اور تحریف

منجملہ دیگر وسائل اور ذرائع کے اہل تثلیث کا تثلیث کی حمایت میں معین و مددگار ایک وسیلہ تحریف ہے۔ تمام علماء جانتے ہیں۔ کہ سماوی صحائف میں تحریف کرنا ایک کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے

زیادہ ظاہر ہے۔ کہ وے سب اقوام جو اس بات کی دعوی دار ہیں۔ کہ ہمارے پاس فلاں فلاں سماوی کتاب ہے۔ انہیں اس واسطے محرف اور مبدل نہیں کرتیں۔ کہ

ا۔ یہ کتاب ہمیں صرف اس واسطے دی گئی۔ کہ ہم خود ایسی باتیں یا تعلیمیں اور احکام وضع کر سکنے میں عاجز ہیں۔ کیونکہ ہماری عقول محدود ہیں۔ لہٰذا چاہیئے تھا۔ کہ لا محدود عاقل ہستی ہمارے روحانی ترقی کے واسطے بے نقص قوانین وضع کر کے عطا فرماتی۔

ب۔ کامل جبھی کامل ہے۔ جبکہ اس میں ناقص مخلوط نہ ہو۔ لیکن جب انسان اس نظام روحانی کے قوانین وضع کرنے میں ناقص العقل ہے۔ تو پھر اس میں تحریف کرنا گویا ناقص کو کامل میں مخلوط کرنا ہے۔

ج۔ ناقص کو زوال ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھو۔ کہ ناقص حادث ہے۔ جو مختلف اوقات میں مختلف انواع میں متغیر و متبدل ہوتا رہتا ہے۔ مگر خدا چونکہ ناقص اور حادث نہیں۔ اس لیئے ضروری ہوا۔ کہ اسکے وضع شدہ قوانین ضرورت زمانہ کے مطابق کامل و اکمل ہوں۔

د۔ کسی چیز کو ہم جبھی گھٹا بڑھا سکتے ہیں۔ جبکہ وہ ہماری ملکیت ہو۔ یا ہماری مخلوق اور پیدا کردہ ہو۔ لیکن اگر ہم کسی دوسرے کی ایک چیز کو جو نہ ہماری ملکیت اور نہ مکسوبہ ہے بلا حکم اصلی مالک کے بڑھائیں۔ یا گھٹائیں۔ تو ضرور ہم مداخلت بے جا کے مرتکب ہونگے۔

بائیبل کا حکم دربارہ تحریف

عام طور پر مذکورہ بالا عقلی دلائل کے رو سے کسی کتب آسمانی میں تحریف کرنا معیوب امر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کیا یا افسوس کا مقام نہیں۔ کہ جس صورت میں خود بائیبل صحف آسمانی میں تحریف کرنے کو ایک گناہ اور ناجائز فعل قرار دیتی ہے۔ مگر تو بھی تحریف ہوتی رہتی ہے۔ غور کرو۔ خدا فرماتا ہے "تم اس کلام میں جو میں تمھیں فرماتا ہوں۔ کچھ زیادہ نہ کیجیو۔ اور نہ اس میں کچھ کم کیجیو۔ استثنا ۴/۲ پھر فرماتا ہے "تو ہر ایک بات پر جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں۔ عمل کیجیو۔ تو اس پر کچھ زیادہ نہ کیجیو۔ نہ اس سے کچھ کم کرنا" استثنا ۱۲/۳۲ اور بھی دیکھو امثال ۳۰/۶ و مکاشفہ ۲۲/۱۸

پس مذکورہ بالا تاکید کے ہوتے ہوئے جو تحریف کریگا۔ ضرور ہے۔ کہ وہ خدا کی نظر میں مغضوب و مقہور ہو جائے۔ اس تمہید کے بعد ہم انجیل کی تحریف کے چند نمونے

ذیل میں درج کرتے ہیں۔

پہلی تحریف کی مثال

اوّل پولوس کا خط بنام تمطاؤس ۱ کے باب ۳ ورس ۱۶ کا ترجمہ مطابق ریوائزڈ ورشن (نسخہ نظر ثانی کردہ) کے یہ ہے۔

"بالاتفاق بڑا بھید ہے دینداری کا۔ وہ جو جسم میں ظاہر ہوا۔"

اب برخلاف اس صحیح ترجمہ کے اہل تثلیث نے اس کا ترجمہ اُردو تراجم میں یوں لکھا ہے۔

"بالاتفاق بڑا بھید ہے دینداری کا۔ خدا جسم میں ظاہر ہوا۔"

اب ظاہر ہے۔ کہ اگر لفظ جو کی جگہ خدا رکھدیا جاوے۔ تو اس سے الوہیت مسیح کا مسئلہ ثابت ہوجاتا ہے۔ مگر کیا اصل یونانی نسخوں میں جن کی بنا پر نظر ثانی ہوئی تھی لفظ خدا موجود ہے۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔ اصل یونانی میں یہ الفاظ ΘC و OC و O بمعنی خدا اور وہ جو اور جو آپسمیں ملتے جلتے ہیں۔ اور یہاں لفظ وہ جو ہے جس کی شکل یہ ہے (OC) اور ممکن ہے۔ کسی نادان کاتب کی سہو سے پورانی یونانی تحریر میں تجنبش خطی ہونے کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہو۔ مگر جب ریوائزڈ ورشن میں بھی لفظ خدا متروک کرکے اسکی جگہ وہ جو درج کیا گیا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی کہ اہل تثلیث اس کا ترجمہ پھر بھی خدا درج کرتے۔ یہ ایک بہت بھاری تحریف ہے۔

پھر جب علاوہ ریوائزڈ ورشن کے علماء و فضلاء نے بھی سمجھا دیا۔ تو پھر بھی متوجہ نہ ہونا اور اصلاح نہ کرنا ایک سخت درجہ کی لاپروائی ہے۔ چنانچہ مصنف واک آف ایجز نے اس ورس کو ثبوت الوہیت سے خارج کیا ہے دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۷۷

پھر قدیم ترین نسخے بھی اسپر شاہد ہیں۔ کہ یہاں لفظ وہ جو ہے۔ چنانچہ لاٹن ولگیٹ جیسا مستند نسخہ بھی اسپر شاہد ہے۔ پس ناظرین اہل تثلیث سے دریافت کریں۔ کہ یہ کیوں تحریف کی ہے۔

دوسری تحریف

رومیوں ۱۴/۱۰ و ۱۱ کا ترجمہ اہل تثلیث یوں لکھتے ہیں۔ "ہم سب مسیح کے تخت عدالت کے آگے کھڑے ہونگے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ خداوند کہتا ہے۔ کہ اپنی حیات کی قسم۔ ہر ایک گھٹنا میرے آگے جھکے گا۔ اور ہر ایک زبان

خدا کے سامنے اقرار کریگی"

اب ہم یہ دقیق مسئلہ اپنے ناظرین کو سمجھا کر اہل تثلیث کی ایک اور تحریف ظاہر کرتے ہیں۔ ناظرین پر واضح ہو۔ کہ یہ ورس دراصل عہد عتیق کا اقتباس ہے۔ جیسا کہ پولوس کے یہ الفاظ۔ کہ چنانچہ لکھا ہے۔ خداوند کہتا ہے۔ اپنی حیات کی قسم" دالخرہ) ظاہر کرتے ہیں۔

پس اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ عہد عتیق کی کس کتاب کا اقتباس ہے۔ اور کہ وہاں خدا کا ذکر ہے یا مسیح کا۔ اسکے لیئے کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اقتباس لسیعیاہ ۴۵/۲۳ کا ہے۔ جہاں یہوواہ رب الافواج متکلم ہے۔ چنانچہ اس امر کو علماء اہل تثلیث نے بھی قبول فرمایا ہوا ہے۔ دیکھو کتاب مسیح ابن اللہ صـ ۴۴ و ۴۵ اب فیصلہ اسی متنازعہ فیہ ورس کا ہم ریوآئزڈ ورشن والوں سے چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ تصفیہ اہل تثلیث کے ہاں بھی مسلمہ ہے۔

پس واضح ہو۔ کہ نسخہ ریوآئزڈ ورشن میں بجائے لفظ مسیح کے لفظ خدا درج کیا گیا ہے، اور نظر ثانی کرنے والے علماء نے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ کسی کاتب کی غلطی ہے کیونکہ جس ورس کا اقتباس یہ ورس ہے۔ اسمیں یہوواہ قدوس متکلم ہے۔

پس خدارا۔ اے اہل تثلیث۔ تم کب تک یہ خیال کرتے رہوگے۔ کہ لوگ یونانی نہیں جانتے۔ وے ان دقیق ابحاث کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ کیوں تم ریوآئزڈ ورشن والوں کی نہیں سُنتے، پھر کیا وہ نکما نسخہ ہے۔ اب اس خیال کو چھوڑ دو۔ لوگ علم و عقل میں آئے دن معمور ہوتے جاتے ہیں۔

تحریف کا تیسرا نمونہ

سوئم۔ انجیل میں چند الفاظ ایسے ہیں۔ جو الٰہی پرستش اور بندگی کے لیئے مخصوص ہیں۔ یہ الفاظ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے واسطے مستعمل نہیں ہو سکتے مثلاً

σεβεσθαι - λατρευειν - λατρεια

وغیرہ۔ لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ آج اہل تثلیث نے جس جس جگہ مسیح کی تعظیم کا تذکرہ آیا ہے۔ ان مقامات میں انہیں میں کا ترجمہ لکھدیا۔ مثلاً کیا اہل تثلیث بتلا سکتے ہیں۔ کہ

سجدہ کے واسطے جو مسیح کو کیا گیا۔ اصل یونانی نسخوں میں کیا لفظ ہے۔ اور کیا اس کا ترجمہ تعظیم نہیں کیا سٹپواجنٹ (ستر آدمیوں کا ترجمہ) نہیں تبلاتا۔ کہ تعظیم اور سجدہ میں فرق ہے۔ پھر تم نے کیوں ایسے متعدد مقامات پر سجدہ کا لفظ درج کر دیا۔ کیوں تعظیم کا لفظ ترک کیا۔ کیا اس واسطے۔ کہ مذکورہ الفاظ میں کا کوئی لفظ علماء سمجھ لیں۔ کیا علماء خود تحقیق نہ کرینگے۔ وہ آنکھیں بند کر کے تسلیم و بجا کہتے رہینگے۔

تحریف نمبر ۴

چہارم۔ اعمال $\frac{۳۰}{۲۸}$ کا ترجمہ اہل تثلیث نے یوں کیا ہے۔ "خدا کی کلیسیا کو جسے اس نے اپنے لہو سے مول لیا۔ چراؤ"

اب اسکے واسطے ریوائزڈ ورشن کے حاشیہ کو دیکھو۔ اسکے ضمیمہ میں تحریر ہے۔ یہاں بجائے خدا کے لفظ خداوند پڑھو۔ بمطابق علم تطبیق دیکھو انسی $\frac{۵}{۴۵}$

مگر اہل تثلیث نے پھر بھی توجہ نہ کی۔ مدت تک لفظ خدا ہی لکھتے رہے۔ دوسری جانب بکرسٹھا صاحب جیسے فاضل نے اپنی کتاب راک آف ایجز جو اثبات اُلوہیت مسیح میں لکھی۔ گرِیباخ کی رائے کی مطابق اس ورس کو ثبوت الوہیت مسیح سے خارج کر کے ریوائزڈ ورشن کو صحیح قبول کیا۔ مگر اہل تثلیث نے پھر بھی توجہ کی۔

جب یورپ اور امریکہ میں پھر بحث کا بازار گرم ہوا۔ اور علماء نے پوچھا۔ کہ ریوائزڈ ورشن کے مطابق اس جگہ لفظ κυριος ہے۔ نہ کہ لفظ θεος لہذا ترجمہ درست کرو تو اہل تثلیث نے مجبور ہو کر کچھ درستی کی ہے۔ اور سُنا جاتا ہے۔ کہ اب اصل ترجمہ کر دیا ہے۔ یعنی لفظ خدا کی بجائے خداوند درج کیا ہے۔

ع۔ خ نو مسلم

ہمارے انگریزی ترجمۃ القرآن پر مسلم ورلڈ کا ریویو

قاہرہ کے مسیحی ہم قلم مسلم ورلڈ نے اپنے اپریل کے رسالہ میں ہمارے انگریزی ترجمۃ القرآن پر

ریویو کیا ہے۔ اور چونکہ یہ ریویو رسالہ مذکور کے ایک ایسے فاضل نامہ نگار کے قلم سے ہے جو عربی بولنے والے ملک میں کام کرنے کے باعث مقدس عربی زبان سے واقف معلوم ہوتے ہیں اسلیئے ہم اس مضمون کا خیر مقدم کرتے اور اسے اردو لباس پہنا کر ذیل کی سطور میں روئے قرطاس پر جگہ دیتے ہیں:۔

احمدؐ اور قرآن

سال گذشتہ مسلم ورلڈ کے جولائی نمبر میں اڈیٹر کی قلم سے ایک مضمون زیر عنوان "قرآن کے تراجم" شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ذکر کیا گیا تھا کہ انجمن ترقی اسلام قادیان پنجاب ایک انگریزی ترجمۃ القرآن شائع کرنے والی ہے۔ محولہ بالا مضمون لکھتے وقت اڈیٹر کے زیر نظر وہ نمونہ تھا جو انجمن مذکور نے ایڈیسن پریس مدراس سے شائع کیا تھا اب گو گذشتہ سال کے ختم ہونے سے قبل موعودہ ترجمہ کے تیس پاروں میں سے پہلا شائع ہو گیا ہے۔ مگر قبل اسکے کہ تمام تصنیف ہمارے ہاتھوں میں پہنچے ہمیں ایک خاصی مدت تک انتظار کرنا پڑیگا کیونکہ اڈیٹران ترجمہ زیادہ سے زیادہ دو یا تین پارے سالانہ شائع کرنے کا وعدہ کر سکتے ہیں۔ گویا اس صورت میں پورے ترجمہ کی اشاعت کہیں دس لمبے برسوں میں جا کر ہو گی۔ لیکن ہم اس تاخیر کی شکایت نہیں کرتے۔ کیونکہ ہر شخص جو قرآن کا مطالعہ کرنے والا ہو وہ بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ کام کیسا مشکل ہے پھر خصوصاً اس حالت میں کہ ترجمہ کے ساتھ تفسیر بھی ہو جیسا کہ موجودہ تصنیف میں ہے اور آئندہ بھی ہو گی۔

اب جس چیز کو دیکھنے کا ہم بے صبری سے انتظار کر رہے تھے وہ اس ترجمہ کا دیباچہ ہے جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ ترجمہ کے بعد "کل قرآن کریم کا دیباچہ شائع کیا جائیگا جو انشاء اللہ اپنے اندر ایسے وسیع مطالب رکھتا ہو گا کہ اسکے ذریعہ سے وہ تمام مضامین جنپر بوجہ طول مضمون قرآن کریم کے نوٹوں میں مفصل بحث نہیں ہو سکے گی صاف ہو جائیں گے"۔

جو نوٹ اسوقت ہمارے سامنے ہیں انکے ملاحظہ کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دیباچہ بھی ایک قابل مطالعہ اور عمدہ مضمون ہو گا کیونکہ اڈیٹران ترجمۃ القرآن اُن خیالات کی قائم مقامی کر رہے ہیں جنکو دانشمندانہ آزادی کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔

کسی دوسرے امر کا تذکرہ کرنے سے قبل آؤ ہم یہ بھی بتاتے جائیں کہ کتاب زیر ریویو کی

لکھائی چھپائی اور ترتیب نہایت عمدہ ہے ہر صفحہ کے عرض میں پانچ کالم رکھے گئے ہیں۔ ایک میں تو اصل عربی عبارت ہے۔ دوسرے میں رومن عربی یعنی عربی عبارت انگریزی حروف میں۔ تیسرے میں ترجمہ۔ چوتھے میں تفسیری نوٹ اور پانچویں میں آیات قرآنی کی ترتیب پر ایک مختصر سا نوٹ دیا گیا ہے۔

ترجمہ کی ضرورت کے متعلق لکھا گیا ہے کہ پہلے تراجم قرآن یا تو ایسے لوگوں نے کیئے ہیں جن کے جذبات پر تعصب کی حکومت تھی یا وہ قرآن کریم اور عربی زبان سے پورے آشنا نہ تھے۔ یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان مترجم و مفسر جن کا ذکر ڈاکٹر زویمر نے اپنے مضمون میں کیا ہے کس زمرہ میں شامل ہونگے؟ اس سوال کا جواب دینے کی بجائے یہاں یہ بتا دینا ضروری ہوگا کہ جامعہ ازہر کے راسخ الاعتقاد علماء سب سے پہلے اس نئے ترجمہ کے مصنفین کو مذکورہ بالا ملامتوں میں سے پہلے کا مورد ٹھہرائینگے۔ کیونکہ اس تصنیف کے صفحہ ٹائیٹل پر ہم ذیل کی عبارت لکھی ہوئی پاتے ہیں:۔

"حسب ارشاد زیر نگرانی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی مسیح موعود انجمن ترقی اسلام قادیان۔ پنجاب۔ ہندوستان نے شائع کیا" یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ یہ ترجمہ فرقہ احمدیہ کی تصنیف ہے جنکے عقائد برخلاف جمہور اسلام ہیں کہ مہدی معہود غیر مسلموں کے خلاف تلوار کا جہاد نہیں کریگا بلکہ اُس کا جہاد روحانی جہاد ہوگا۔ اور یہ کہ مہدی معہود مسیحؑ اور محمد رسول اللہ صلعم ہر دو کا بروز ہوگا مگر اس بروز سے یہ منشاء نہیں کہ وہ دوبارہ تجسّم اختیار کرینگے بلکہ یہ کہ جس طرح یوحنا بپتسمہ دینے والا ایلیاہ کا بروز تھا اسی طرح مہدی اپنے پیشرؤں کا بروز اور روحانیت میں مشابہ ہے اور یہ کہ ایسے مہدی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء میں دعوائے مہدویت کیا۔ اور ایک جماعت کو جسکا بیشتر حصہ اہالیان پنجاب پر مشتمل ہے۔ اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور سنہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ اور اُنکی وفات کے بعد اُنکے فرزند جنکا نام ترجمۃ القرآن زیر ریویو کے ٹائیٹل پیج پر ہے۔ اُنکے جانشین منتخب ہوئے۔

اس فرقہ کا ایک اور مخصوص عقیدہ یہ ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ اُنپر غشی کی حالت طاری ہوگئی تھی۔ جس سے آخر اُنکو ہوش آگیا اور وہ کشمیر میں آئے وہاں وعظ

کرتے رہے اور آخر ۱۲۰ برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔ مسیحؑ کی قبر اب تک سری نگر میں موجود ہے مگر غلطی سے لوگ اس قبر کو یوزآسف نبی کی قبر خیال کرتے ہیں۔

ترجمۃ القرآن کے نوٹوں میں جیسا کہ امید ہونی چاہیئے تھی۔ جا بجا مہدی مسعود کی آمد کے متعلق اشارات ہیں۔ مثلاً سورہ ۲ آیت ۳ میں لکھا ہے کہ آخرۃ سے مراد محض یوم قیامت ہی نہیں بلکہ پیچھے اترنے والی وحی بھی مراد ہے اور یہ وہ وحی ہے جس کا ذکر سورہ ۶۲ آیت ۳ و ۴ میں مذکور ہے " وہ ذات جس نے امیوں میں ایک نبی انہی کے درمیان سے مبعوث کیا۔۔۔۔ اور ایسا ہی وہی نبی اللہ تعالیٰ کی آیات ان لوگوں کو پڑھکر سنائیگا جو ابھی ان لوگوں (صحابہؓ) سے ملنے والے ہیں" نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی دو بعثتیں ہیں اور بعثت ثانی جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ مرزا غلام احمد کے وجود میں پوری ہوئی ہے

اس ترجمہ میں نئی تعلیم کا اثر اس امر سے ہی ظاہر ہے کہ مسلمہ اسلامی تفاسیر کو مع انکی بے شمار کہاوتوں اور قصوں کے۔ جنکا اعادہ بیضاوی اور دوسرے مفسروں نے کیا ہے۔ بالکل ترک کر دیا ہے بلکہ ان قصص اور کہانیوں پر ترجمہ ہذا کے اڈیٹروں نے نفرت آمیز غصہ کا اظہار کیا ہے مزید براں معجزات کے متعلق جہاں تک ممکن ہوا ہے عقلی تشریح سے کام لیا گیا ہے مثال کے طور پر سورہ ۲ آیت ۶۷ میں فرعون کے غرق ہونے اور سورہ ۲ آیت ۵۷ میں موسیٰؑ کے چٹان پر عصا مارنے اور چشموں کے بہ نکلنے کو جس طرح پر بیان کیا گیا ہے وہی ہمارے اس ادعا کا ثبوت ہے۔ پھر سورہ ۲ آیت ۶۰ میں پہاڑ کے بلند کیئے جانے سے سوائے اس کے اور کوئی مراد نہیں لی گئی کہ خداوند تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو پہاڑ کے دامن میں جمع کر دیا اور ایسا ہی سورہ ۲ آیت ۶۶ میں سبت کی نافرمانی کرنے والوں کا بندر بن جانا محض تشبیہ اور مثال کے طور پر بتایا گیا ہے۔ اور مسئلہ قسمت کی نسبت مروجہ عقائد کا سختی سے انکار کیا گیا ہے، کتب ہائے سابقہ کی نسبت کئی جگہ کھول کھول کر بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم موجودہ بائیبل کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ صرف اسقدر بتاتا ہے کہ زمن سابقہ میں بھی خدا کی طرف سے الہام کا نزول ہوتا رہا ہے۔ اور اس الہام میں سچائی تھی خصوصاً اس کا وہ حصہ تو ضرور صحیح ہے جسمیں ایک آنیوالے نبی کی نسبت پیشگوئی ہے۔ مگر احکام شریعت کے لحاظ سے ان کتب کے

احکام اسی طرح منسوخ ہو چکے ہیں جس طرح لاویوں کا قانون مسیحی لوگوں کے نزدیک منسوخ سمجھا جاتا ہے اس دعویٰ کے لیئے عام دلائل دیئے گئے ہیں اور ایک دلچسپ مگر غلطی میں ڈالنے والی علمی دلیل پیش کی گئی ہے۔

قرآن میں ایک آیت ہے جسے اکثر پیش کیا جاتا رہا ہے اسکے معنے ہیں " ایمان لاؤ اُس پر جو میں نے تمہارے صحائف کی تصدیق کرتا ہُوا اوتارا ہے۔" مصدق لما معھم پر نوٹ لکھتے ہوے اڈیٹران ترجمہ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہاں پر لفظ مصدق کے ساتھ بجائے با کے جیسا کہ عام قاعدہ ہے لام جارہ استعمال کیا گیا ہے اور اس طرح اسے فعل متعدی بتایا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایسا کرنے میں خاص معنی مقصود ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اس فعل کے ہر دو صورتوں میں ایک ہی معنی ہوتے ہیں یعنی سچا ٹھہرانا اور تصدیق کرنا۔ اور لام جارہ کا کسی متعدی لفظ کے ساتھ استعمال ہونا کوئی خصوصیت نہیں پیدا کرتا پس یہ دلیل اس طرح خود بخود گر جاتی ہے۔ ہم نے اس کا ذکر محض اسلیئے کیا ہے کہ ناظرین کو نئے ترجمہ کرنے والوں کی علمی اور ادبی تحقیقات کا علم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ نیا ترجمہ سراسر پوری تحقیقات کے بعد ہُوا ہے اور ایسی تحقیقات عموماً خوش آئند نتائج پیدا کیا کرتی ہے۔ اڈیٹران ترجمہ لکھتے ہیں:-

" قرآن کریم صحائف سابقہ کی موجودہ صورت میں تصدیق نہیں فرماتا بلکہ اس امر کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ پُرانی کتب میں ایک آنیوالے نبی کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پوری ہوئیں اور اس طرح قرآن کریم نے صحائف سابقہ کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق فرمائی "

اصل ترجمہ کے متعلق ہم دو ایسی مثالیں لیتے ہیں جنہیں پُرانے تراجم پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور اُنہیں درست کیا گیا ہے۔ سورۃ ۲- آیت ۵ کا ترجمہ سیل نے اس طرح کیا ہے۔

" جو لوگ کافر ہوئے اُن کے لیئے تیرا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائینگے "

ایسا ہی قریب قریب پامر اور راڈویل کا ترجمہ ہے۔ مگر نئے ترجمہ میں اس آیت کو یوں ترجمہ کیا ہے۔ " یقیناً جو لوگ کافر ہوئے در آنحالیکہ تیرا اُنکو ڈرانا اور نہ ڈرانا یکساں ہے ایمان

نہیں لائینگے،، اب اس آیت کا ترجمہ ہماری نظر میں نہ صرف ایک غیرضروری اعادہ معلوم ہوتا ہے بلکہ عربی عبارت سے اسکو اس آسانی کے ساتھ اخذ بھی نہیں کیا جا سکتا جس آسانی کے ساتھ کہ پرانا ترجمہ ہو سکتا تھا یہاں پر ہم انصاف کو مدِ نظر رکھکر یہ کہ سکتے ہیں کہ پرانے مترجموں کو جو تعصب کا الزام دیا جاتا تھا وہی اب لوٹکر نئے مترجمان پر عائد ہوتا ہے۔

دوسری مثال سورۃ ۲- آیت ۱۰۸ ہے۔ اُن لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو مساجد سے منع کرتے ہیں کہا گیا ہے۔ "یہ آدمی وہاں داخل نہیں ہو سکتے مگر ڈرتے ہوئے" سیل نے ترجمہ میں اس کی اصلاح اس طرح کی گئی ہے "ان لوگوں کے لیئے (لائق) نہیں تھا کہ داخل ہوتے ان میں مگر ڈرتے ہوئے،، نیا ترجمہ موزون اور عمدہ معلوم ہوتا ہے موخرالذکر آیت کے متعلق مترجمان قرآن نے ذیل کا نوٹ لکھا ہے۔

"اس آیت میں ان تمام قسم کی زیادتیوں اور تعدیوں کو جو ایک مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے عبادتخانوں یا عبادات کے متعلق کرتے ہیں یک قلم موقوف کردیا ہے اور سب مذاہب کے پیروؤں کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ وہ عبادتخانوں اور عبادتوں کے متعلق اپنے دلوں اور حوصلوں کو وسیع کریں کیونکہ موجودہ طریقِ عمل نہایت ظالمانہ اور جابرانہ ہے جسکا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ وہ ظالمانہ طریق جو عبادتخانوں یا عبادات کے متعلق زمانہ نزول قرآن کے وقت برتے جاتے تھے یا اب بھی برتے جاتے ہیں یہ ہیں کہ مسیحی گرجا۔ یہودی ہیکل ہندو شوالہ اور پارسی معبد اپنے اپنے مذہب کے مخصوص پیروؤں کے سوا دوسرے مذہب والوں کے لیئے ممنوع جگہیں ہیں...... مگر قرآن کریم ایسی تخصیص سے منع فرماتا ہے اور اسے تنگ دلی اور غیر منصفانہ فعل قرار دیتا ہے" اس کا نام آزادی اور فراخدلی کہا جا سکتا ہے مگر جو لوگ اسلامی ممالک میں رہتے یا رہ چکے ہیں اُنکے لیئے یہ امر موجب حیرت ہے۔

اور بھی بہت سی باتیں دلچسپ ہیں اور حرص دلاتی ہیں کہ اُنکے نئے طرز اور پرانے راسخ الاعتقاد خیالات سے فرق وتمیز رکھنے پر لکھا جائے مگر جو بات ہماری توجہ کی زیادہ ترجاذب ہے وہ یہ ہے کہ نیا ترجمہ اور اسکے متعلق تمام دیگر امور ایک سرگرم کوشش کا جزو ہیں

ہم پھر تمہید میں سے کچھ نقل کرتے ہیں:۔

"انجمن ترقی اسلام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفہ ثانی مسیح موعودؑ کے حسب ارشاد اور زیر نگرانی تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے۔ علاوہ انگریزی اور اردو تراجم قرآن کے انجمن تبلیغ کا کام واعظین کے ذریعہ سے کر رہی ہے۔ انجمن کے مبلغ اسوقت نہ صرف ہندوستان کے مختلف حصوں میں بلکہ غیر ممالک میں مثلاً انگلستان ماریشیس۔ شام وغیرہ وغیرہ میں بھی کام کر رہے ہیں۔ انجمن کا ارادہ ہے کہ سیلون۔ جاوا اور جاپان اور دوسرے ممالک میں بھی مبلغ بھیجے"

یہ نئی تبلیغی کوشش اپنے ساتھ جو نیا رنگ رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام سے وہ کرختی اور وہ اوہام پرستی جس سے ہمیں آئے دن دوچار ہونا پڑتا ہے دُور کر دی گئی ہے اور اس مذہب کو بطور ایک رحم اور اخوت کے مذہب کے پیش کیا جاتا ہے۔ ہمکو علم نہیں کہ انگلستان اور دوسری جگہ کے نومسلموں کی صحیح تعداد کسقدر ہے؟ اس سوال کے پوچھنے کو ہمارا دل چاہتا ہے اور اس سے بڑھکر یہ دریافت کرنے کو کہ اسلام لانے والے کیسے ہیں۔ اور انکی تبدیلی مذہب کیا اثر رکھتی ہے؟

بہر حال خواہ کچھ بھی ہو ہمارے سامنے اسلام کی ایک ایسی جماعت ہے **جو کارکن اور ترقی کرنے والی ہے اور ان تمام اشکال سے پاک ہے** جنکے خلاف عام **طور پر مسیحی دلائل کا رُخ ہوتا ہے**۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ نیا فرقہ ترقی کریگا۔ یا نہ۔ لیکن اس جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ یقیناً ہمیں اُس آخری اور اہم امر پر فیصلہ کا اندازہ کرنے میں مدد دیگا جس پر اسلام اور مسیحیت کے درمیان بازی لگ رہی ہے۔

آر۔ ایف۔ میکینل

ہم چاہتے تھے کہ اس ریویو پر کچھ بھی نہ لکھیں اور اسکو جوں کا توں درج کر دیں۔ مگر قابل ریویو نگار نے بعض ایسے سوالات اُٹھائے ہیں جنکا جواب دینا ضروری ہو گیا ہے اسلیئے ہم مجبوراً ذیل کی سطور کے لیئے اشہب قلم کو جنبش دیتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم اس علمی بحث کو لیتے ہیں جو مسیحی ہمقلم مسلم ورلڈ کے قابل مضمون نگار

نے مصدقا لما معھم کے متعلق اٹھائی ہے۔ مگر پیشتر اسکے کہ ہم ان کے اس اعتراض کا جواب دیں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ریویو نگار صاحب نے اس عبارت کے لکھتے وقت اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے کہ اس آیت پر صرف یہی نوٹ نہ تھا کہ اسکے باطل ہو جانے پر مسیحیوں کا اعتراض ثابت ہو جائے بلکہ اصل نوٹ اس آیت پر اور تھا جو قرآن کریم کے پورے تین کالم میں درج ہے اور یہ نوٹ جسپر اعتراض کیا ہے آخر میں بطور ایک مؤید دلیل کے درج ہے اور صرف نصف کالم کے قریب ہے چنانچہ اس نوٹ کا پہلا فقرہ ہی اس بات کو ظاہر کرتا ہے جو یہ ہے There is another interesting point worth noting in connection with the word مصدق (verifying) as used in the Holy Quran

یعنی لفظ مصدق جس طرز پر قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اسکے متعلق ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ آیت کا اصل مفہوم درج کرکے اسکے بعد ایک تائیدی دلیل کے طور پر یہ نوٹ لکھا گیا تھا اور اگر اس نوٹ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بفرض محال غیر درست بھی سمجھ لیا جائے تب بھی ہم نے اس آیت کے جو معنے کیے ہیں وہ اسوقت تک کہ ہمارے اصل نوٹ کو رد نہ کیا جائے درست اور حق ہیں اور ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ مسیحی دنیا ہرگز ان معنوں کو جو ہم نے کیئے ہیں رد نہیں کر سکتی اور یہی وجہ ہے کہ اصل نوٹ کو نظر انداز کرکے ریویو نگار صاحب کی نظر تین کالم کے نوٹ پر سے کترا کر اس نصف کالم کے تائیدی نوٹ پر آٹھہری۔

اس کے بعد ہم ریویو نگار صاحب کے اصل اعتراض کا جواب دیتے ہیں آپ لکھتے ہیں

In point of fact it is quite regular for the participle of any transitive verb to govern by the help of lam, so that the argument falls to the ground -

"یعنی اصل بات یہ ہے کہ فعل متعدی کے ساتھ لام جارہ کا آنا بالکل باقاعدہ ہے اور اس پر یہ دلیل خود بخود گر جاتی ہے"

بجائے اسکے کہ ہم اس قاعدہ کے درست یا نادرست یا عام یا خاص ہونے کے متعلق کچھ لکھیں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس قاعدہ کی صحت کو تسلیم کر کے پھر بھی جو مطلب ہم نے اس آیت کا بیان کیا ہے اس میں نقص ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اور بات ہے کہ عام قاعدے کے رُو سے ایک صلہ کسی لفظ کے بعد آسکے اور یہ اور بات ہے کہ اسجگہ آیا ہے کہ نہیں لام جارہ بائیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے لیکن باوجود اسکے یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہر فقرہ میں ہم بائیں معنے ہی چسپاں کر دیں بلکہ اسکے لئے ہمیں اس فقرہ کے سیاق و سباق اور متکلم کے کلام پر غور کرنا ہوگا مثلاً ایک معنے لام کے صیرورۃ کے ہیں اور اس آیت میں ہم ہرگز اسے صیرورۃ کے معنوں میں نہیں سمجھ سکتے کیونکہ اس صورت میں اس فقرہ کے معنے ہی نہیں بن سکتے لام کے جن معنوں کی طرف ریویو نگار صاحب نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے وہ تقویت کے معنے ہیں جنہیں اہل لغت توکید کے معنے کہتے ہیں۔ یعنی فعل کو اسکے عمل میں تقویت دینے کے لئے کبھی لام بڑھا دیا جاتا ہے۔ لیکن اس قاعدہ کے باوجود ہمارے معنوں میں کوئی نقص ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ صدق کا اصل صلہ جو لغت میں بیان ہوا ہے با ہے اور صلہ کے بغیر بھی یہ متعدی ہوتا ہے۔ اس دعویٰ کی تردید نہ ریویو نگار صاحب نے کی ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں کے سوا اور کوئی صورت بطور قاعدہ کسی کتاب لغت و نحو میں موجود نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصل قاعدہ سے جو قرآن کریم نے علیحدہ ہو کر لفظ مصدق کے ساتھ ایک اور لفظ استعمال کیا ہے تو اسکی کیا وجہ ہے ریویو نگار صاحب اسکی یہ وجہ بتاتے ہیں کہ فعل متعدی کے اسم فاعل کے بعد لام کا لانا ایک عام قاعدہ ہے اسلیئے لام لایا گیا ہے ورنہ معنے وہی ہیں جو با کے لانے سے ہوتے ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ بات نہیں کیونکہ قرآن کریم میں تصدیق کا لفظ مختلف صورتوں میں دو درجن کے قریب استعمال ہوا ہے اور لام کا صلہ صرف اسی چیز یا اسی انسان کے حق میں استعمال ہوا ہے جو قرآن کریم کے نزدیک کسی پہلی کتاب یا کسی پہلے نبی کی مبشر ہو چنانچہ

ہم دیکھتے ہیں کہ پندرہ جگہ قرآن کریم میں لفظ مصدق کے ساتھ لام کا صلہ استعمال ہؤا ہے جن میں سے گیارہ جگہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم کی نسبت استعمال ہؤا ہے اور چار جگہ حضرت مسیحؑ اور انجیل کی نسبت استعمال ہؤا ہے اور قرآن کریم اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں پہلی کتب کا موعود ہوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہلے رسل کے موعود ہیں جیسا کہ فرمایا واذ اخذ اللہ میثاق النبیّن لما اٰتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لّما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنہ الخ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا عہد لیا کہ تمہیں کتاب و حکمت ملنے کے بعد وہ نبی آئے جو اس کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایک نبی سب نبیوں کا موعود ہے اور قرآن کریم اس پیشگوئی کو رسول کریم صلعم پر چسپاں کرتا ہے اور اسی لیئے اس عہد کو یاد دلاتا ہے۔

اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی موعود نبی تھے اور انہی دو نبیوں یا انکی کتب کی نسبت جب مصدق کا لفظ آیا ہے تو اسکے بعد حرف لام استعمال کیا گیا ہے نہ کہ با۔

اور اگر صرف اسی قدر ہوتا تب بھی ہماری دلیل کسی قدر کمزور ہوتی کیونکہ کوئی شخص کہہ سکتا تھا کہ چونکہ ان تمام جگہوں پر مصدق کے ساتھ لام آیا ہے اس لیے ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ ان مقامات پر سچا کرنیکے معنے دینے کے لیئے لام لایا گیا ہے بلکہ ہمارے خیال میں صرف لفظ مصدق اسم فاعل ہونیکی وجہ سے لام لایا گیا ہے (جیسا کہ ریویو نگار صاحب نے لکھا ہے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایسے قرائن موجود ہیں جو اس خیال کو ردّ کرتے ہیں چنانچہ حضرت یحییٰؑ کی نسبت یہی لفظ مصدق استعمال ہؤا ہے لیکن اسکے ساتھ با حرف استعمال ہؤا ہے جیسا کہ سورہ آل عمران آیت ۴۰ میں ہے۔

فنادتہ الملٰٓئکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحییٰ مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصّٰلحین۔ یعنی ذکریا سے ملائکہ نے پکار کر اس حالت میں کہ وہ محراب میں نماز پڑھ رہا

تھا کہا کہ خدا تعالیٰ تجھے یحییٰ (یعنی یوحنا) کی بشارت دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے ایک نشان کی تصدیق کرنیوالا ہوگا اور سردار ہوگا بدیوں سے بچنے والا ہوگا اور نیک اور نبی ہوگا۔ اس آیت میں مصدق ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن اسکے بعد با کا صلہ آیا ہے کیونکہ اسجگہ تصدیق سے مراد سچا قرار دینے کے ہیں نہ سچا کرنیکے۔ کیونکہ کلمۃ من اللہ سے مراد حضرت مسیحؑ ہیں اور چونکہ حضرت یحییٰؑ حضرت مسیحؑ سے پہلے اصلاح خلق پر مامور تھے حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ بھی پہلے انکے شاگردوں میں داخل ہوئے تھے اسلیئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت یحییٰؑ حضرت مسیحؑ کی کسی پیشگوئی کو پورا کرنے والے تھے بلکہ اس جگہ صرف ایک ہی معنے کیئے جا سکتے ہیں کہ حضرت یحییٰؑ حضرت مسیحؑ کی تصدیق کرنے والے تھے۔

غرض لفظ مصدق کے ساتھ قرآن کریم نے دونوں حروف کو استعمال کیا ہے لام کو بھی اور با کو بھی اور با اسجگہ استعمال کی گئی ہے جہاں تصدیق کے سوائے سچا کہنے کے اور کوئی معنے ہو نہیں سکتے اور لام کا حرف وہاں استعمال کیا ہے جہاں مصدق بعد میں ہے اور مصدَّق پہلے ہے اور اس نے مصدق کی پیشگوئی بھی کی ہوئی ہے تو ایک عام قاعدہ کے خیال سے ہم کس طرح اس امتیاز کو نظر انداز کر سکتے ہیں جو قرآن کریم نے ان دونوں حروف کے استعمال میں قائم کیا ہے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ قاعدہ درست ہے جو ریویو نگار صاحب نے بیان کیا ہے لیکن وہ قاعدہ اسی صورت میں قابل سند تھا جبکہ قرآن کریم خود ان دونوں حروف میں امتیاز نہ کرتا لیکن جبکہ قرآن نے مصدق لفظ کے ساتھ دونوں حروف ہی استعمال کیئے ہیں لام بھی اور با بھی اور با اسجگہ استعمال کیا ہے جہاں سوائے سچا کہنے کے اور کوئی معنے ہی نہیں ہو سکتے۔ اور جہاں موعود نبیوں اور کتابوں کا ذکر کیا ہے لام کو استعمال کیا ہے تو کیا اس سے صاف یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جہاں لام استعمال کیا ہے وہاں یہ نہیں بتایا کہ وہ سچا کہتے ہیں بلکہ یہ بتایا ہے کہ وہ انکے وعدہ کو اپنے وجود سے پورا کرتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو کیا وجہ ہے کہ سولہ جگہ مصدق کا لفظ استعمال ہوا ہے اور انہیں سے پندرہ جگہ جہاں موعود نبیوں یا کتابوں کا ذکر ہے لام ہی صلہ کے طور پر لایا گیا ہے اور ایک جگہ جہاں حضرت یحییٰؑ کی تصدیق حضرت مسیحؑ کے حق میں

مذکور ہیں اور جہاں سچا کرنیکے معنے ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ موعود واعدے پیچھے ہوتا ہی لیکن حضرت یحیٰیؑ حضرت مسیحؑ سے پہلے تھے وہاں با صلہ کے طور پر لائی گئی ہے کیوں بقیہ پندرہ مقامات میں سے بھی کسی جگہ با استعمال کی گئی یا کیوں جبکہ وہ قاعدہ جو کہ ریویو نگار صاحب نے بتایا ہے اس سولھویں جگہ پر بھی چسپاں ہو سکتا ہے قرآن کریم نے اسجگہ بھی لام ہی استعمال نہ کیا اور اگر لام کا استعمال اسی قاعدہ کے ماتحت تھا جس طرف ریویو نگار صاحب اشارہ کرتے ہیں تو اس سولھویں جگہ بھی لام ہی استعمال ہونا چاہئیے تھا کیونکہ باقی پندرہ جگہ بتاتی ہیں کہ قرآن کریم لام کا صلہ استعمال کرنے کا عادی ہے لیکن مضمون کے بدلنے میں صلہ کا بدل دینا اس بات کی دلیل ہے کہ صلوں کا تغیر بلاوجہ نہیں کرتا بلکہ اس کی کوئی غرض ہے اور چونکہ جس جگہ حرف با صلہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے وہاں یقیناً اور صرف سچا کہنے کے معنے ہیں اس لئے جس جگہ لام صلہ کے طور پر استعمال ہُوا ہے وہاں ان معنوں کے سوا کوئی اور معنے کرنے پڑیں گے خصوصاً جبکہ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلعم صریح طور پر بائیبل کے بعض بیانات کی تردید کرتے ہیں اور چونکہ جس جگہ لام صلہ کے طور پر استعمال ہُوا ہے وہاں موعود نبیوں یا موعود کتابوں کا ذکر ہے اس لیئے ہمارے لیئے ایک ہی دروازہ کھلا رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس جگہ مصدق کے معنے پیشگوئیوں کو سچا کرنیکے کریں اور اسکے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

غرض اس قاعدہ کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے بھی زیر بحث مقامات میں اس قاعدہ کا استعمال تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جس کلام پر گفتگو ہے وہ خود اس کے استعمال کو رد کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ اس جگہ با کی جگہ لام صرف تقویت تعدیہ کے لیئے نہیں لایا گیا بلکہ معنوں میں تبدیلی پیدا کرنیکے لیئے لایا گیا ہے۔

اس استدلال کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عرب کا محاورہ بھی ہے کہ جب کہتے ہیں کہ جئتُ مصدقاً لقول فلان تو اسکے معنے ہوتے ہیں کہ فلاں شخص نے تیرے آنے کی خبر دی تھی پس تو اسکی بات کو سچا کرنے کے لیئے آیا ہے

اور انا مصدق بقولہ کے معنے ہوتے ہیں کہ میں اس کی بات کو سچا قرار دیتا ہوں دیکھو مضمون ڈاکٹر ”محمد توفیق صدق رسالہ منار جلد ۱۶ نمبر گیارہ صفحہ ۸۳۴“ پس جبکہ جہاں سچا کرنے کے معنے ظاہر کرنے ہوں وہاں محاورہ عرب میں لام لگایا جاتا ہے اور دوسری جگہ با۔ اور ادھر قرآن کریم خاص طور پر ان دونوں صلوں کے استعمال میں امتیاز بھی قائم کرتا ہے اور جہاں قرآن کریم کی نسبت پہلی کتب کے مصدق ہونیکا ذکر کرتا ہے وہاں لام کا صلہ استعمال کرتا ہے اور جہاں سچا کہنے کے معنے میں یہی لفظ استعمال کرتا ہے تو اسکے ساتھ حرف با استعمال کرتا ہے تو پھر اس بات کے تسلیم کرنے کے بغیر کیا چارہ ہو سکتا ہے کہ جہاں لام صلہ استعمال ہوا ہے وہاں سچا کرنیکے اور جہاں با صلہ استعمال ہوا ہے وہاں سچا کہنے کے معنے کیئے جائیں اور انہی معنوں کی تصدیق قرآن کریم کی دوسری آیات سے ہوتی ہے اور کسی شخص کے قول کی وہی تفسیر درست ہوتی ہے جس کی تائید اس کا دوسرا کلام کرتا ہو۔

یہاں تک تو ہم نے ایک اہم اور علمی سوال کا جواب دیا ہے اب ہم چند اور امور لیتے ہیں جنمیں ہمارے قابل مسیحی ریویونگار کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

(۱) آپ کا یہ سوال کہ ”سابقہ مسلمان مفسرین اور مترجمان قرآن کو ہم کس زمرہ میں شامل کریں“ اس کا جواب مختصراً یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو سامان ہمارے لیئے مہیا کیئے یا جو طریقہ ہم نے ترجمہ کرتے وقت اختیار کیا ہے وہ ہم سے پہلے کسی کو میسّر نہیں آیا۔ اور خواہ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلم جس نے قرآن کریم۔ حدیث لغت اور تاریخ کو چھوڑ کر محض قصّے کہانیوں پر اپنے ترجمہ یا تفسیر کی بنیاد رکھی ہو وہ ہرگز معتبر اور مستند نہیں۔ اسلیئے ہم نے ترجمہ کی تمہید میں لکھا تھا۔ ”قرآن کریم کا ترجمہ اور نوٹ مختلف قصوں اور روایتوں کی بنا پر نہیں کیئے گئے بلکہ .... ہمارے نوٹوں کی بنیاد .... اول خود قرآن کریم دوم حدیث صحیح سوم لغت اور چہارم تاریخ پر رکھی گئی ہے جسکی وجہ سے ہم یقین رکھتے ہیں کہ پڑھنے والوں کو حق پر پہنچنے میں بہت کچھ مدد ملے گی“ تفصیل کے لیئے ملاحظہ ہو تمہید ترجمہ اردو و انگریزی۔

پس اب ہر شخص خود دیکھ سکتا ہے کہ سابق مترجمین اور مفسرین نے کہاں تک ہمارے مقرر کردہ

معیار سے کام لیا ہے۔ قابل ریویو نگار کا جامع ازہر کے علماء کی طرف اشارہ کرنا ہم پر قطعاً کوئی رعب طاری نہیں کر سکتا۔ ہم ازہر کے علماء کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ترجمہ پر نکتہ چینی کریں اور ہم بفضلہ تعالیٰ ہر ایک اعتراض کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

(۳) ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے قابل مسیحی ہم قلم کے مضمون نگار کو کسی نے نہایت غلط اطلاع دی کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا اور آپکے بعد آپکے صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد جانشین مقرر ہوئے۔ حالانکہ حضرت جری اللہ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا اور آپکے بعد حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول ہوئے۔ جائے تعجب ہے کہ باوجود حضرت صاحبزادہ کے ساتھ "خلیفہ ثانی" کے الفاظ کا استعمال ہونے کے ہمارا فاضل دوست اپنی غلطی پر آگاہ نہ ہو سکا۔ آپ فرماتے ہیں کہ احمدی معتقدات کے رو سے مسیح کی قبر سری نگر میں ہے مگر غلطی سے اس قبر کو یوز آسف کی قبر کہا جاتا ہے اسکے متعلق صرف اسقدر عرض کر دینا ہے کہ یوز آسف، مسیح کا دوسرا نام ہے اور کیا اچھا ہوتا کہ پادری میک نیل صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر سے واقفیت رکھتے یا کم از کم جن معاملات پر لکھنے بیٹھے تھے انسے کماحقہ واقفیت پیدا کر لیتے۔

(۴) معجزہ کے متعلق ہمارے خیالات کے سمجھنے میں بھی مسلم ورلڈ کے فاضل مضمون نگار کو غلطی لگی ہے۔ اور انہوں نے خیال کیا ہے کہ ہم معجزات کا انکار کرتے ہیں اور خارق عادت امور کی محض عقلی دلائل دیکر تشریح کر دیتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ نہیں بلکہ ہمارے نزدیک نشان کا اظہار خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ہمیں انسانی ہاتھ کا قطعاً دخل نہیں ہوتا۔ مثلاً موسیٰؑ کا پانی پر عصا مارنا صرف اسلئے نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپنے اپنا عصا پانی پر مارا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے جنکی وجہ سے بنی اسرائیل بچکر نکل گئے اور فرعون غرق ہو گیا پس ایک ہی پانی میں الٰہی سامانوں کے ماتحت ایک کا بچنا اور دوسرے کا غرق ہونا معجزہ ہے اور یہ خدا کا کام ہے

(۵) سورہ بقر کی آیت انّ الّذین کفروا سوآءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون کے ترجمہ پر اعتراض کرتے ہوئے ہمارے ریویو نگار صاحب نے ہمارے ترجمہ کو "غیر ضروری تکرار" کے نام سے یاد کیا ہے مگر ہم اسکو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ اعتراض کیوں کیا گیا ہم نے ترجمہ کیا ہے "یقیناً جو لوگ کافر ہوئے در آنحالیکہ تیرا ڈرانا اور نہ ڈرانا یکساں ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے"۔ اب یہ ترجمہ بلحاظ قواعد ادب عربی ایسا ہی صحیح ہے جیسا کہ

خواہ عمل کریں یا نہ کریں مگر خدا کے احکام نہ تبدیل ہوئے اور نہ ہونگے۔

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء

تعلیم آمد: چندہ مدرسہ	عطیہ فنڈ	فیس مدرسہ	فیس صنعتی تعلیم	ریاضت	گرانٹ	متفرق	میزان	بقایا ماہ گذشتہ	میزان	خرچ: تنخواہ مدرسین	خرچ مدرسہ	بورڈنگ	[illegible]	صنعتی	[illegible]	میزان خرچ	باقی	یتامیٰ آمد: چندہ	فاضل گزشتہ	فاضل	خرچ: وظائف	فاضل
[illegible] ۰۵/	[illegible] ۹/	[illegible] ۲/	[illegible] ۱۰/	[illegible] ۱۳/	[illegible]	[illegible] ۶ پ	[illegible] ۰۸/	[illegible] ۱/	[illegible] ۰۹/	[illegible] ۶/	[illegible] ۶/	[illegible] ۰۸/	[illegible]	[illegible] ۲/	[illegible]	[illegible] ۰۶/	[illegible] ۳/	[illegible] ۰۹/	[illegible] ۸ پ	[illegible] ۶/ ۱۱ پ	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۲/ ۱۱ پ

مدرسہ احمدیہ آمد: چندہ	وظائف	میزان	فاضل گزشتہ	فاضل	مدرسہ	بورڈنگ وغیرہ	میزان خرچ	فاضل	اشاعت اسلام آمد: اعانت	انگریزی	اردو	کتب ریویو	سرمایہ ریویو	متفرق	تفسیر	میزان	بقایا ماہ گذشتہ	میزان	خرچ: عملہ	باقی	زکوٰۃ: بقایا ماہ گذشتہ	وظائف	باقی
[illegible] ۱۵/	[illegible]	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۱۳/	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۰۸/	[illegible] ۶	[illegible] ۳/	[illegible] ۰۱۴/	[illegible]	[illegible] ۶ پ	[illegible] ۱۲	[illegible] ۰۱/	[illegible] ۰۸/	[illegible] ۴/	[illegible] ۰۶/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۲/ ۱ پ	[illegible] ۶/	[illegible] ۰۱/

بیت المال آمد: لنگر	جلسہ سالانہ	متفرق	میزان	فاضل گزشتہ	فاضل	لنگر	خوردونوش	وظائف	میزان خرچ	فاضل	تعمیر آمد: متفرق	سرمایہ	میزان	فاضل گزشتہ	فاضل	مساکین آمد: چندہ	واپسی قرضہ	میزان	بقایا ماہ گذشتہ	میزان کل	مستقل فنڈ
[illegible] ۱۱/	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۷/	[illegible] ۷/	[illegible] ۱۱/ ۱ پ	[illegible] ۳/ ۲ پ	[illegible]	[illegible] ۰۱/	[illegible]	[illegible] ۰۱/	[illegible] ۱۴/ ۱ پ	[illegible] ۰۶/	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۰۱۲/	[illegible] ۱۱/ ۸ پ	[illegible] ۲/ ۱۵	[illegible] ۱/	[illegible] ۸/	[illegible] ۹/	[illegible] ۳/ ۱۱ پ	[illegible] ۱۳/ ۲ پ	[illegible] ۰۳/

مقبرہ آمد: حصہ آمد	وصایا	چندہ	شرط اول	سرمایہ	میزان	بقایا ماہ گذشتہ	میزان	خرچ: [illegible]	[illegible]	[illegible]	انتظام	سرمایہ	میزان	باقی	امانت اندرونی: بقایا	خرچ	باقی	امانت بیرونی: بقایا	خرچ	باقی
[illegible] ۱/	[illegible] ۸/	[illegible] ۴/	[illegible] ۲/	[illegible]	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۳/ ۷ پ	[illegible] ۳/ ۱۰ پ	[illegible] ۳ پ	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۵/	[illegible] ۰۳/	[illegible]	[illegible] ۰۶/	[illegible] ۱۲/ ۱ پ	[illegible] ۱۴/	[illegible]	[illegible] ۱۴/ ۹ پ	[illegible] ۱۲/ ۹ پ	[illegible]	[illegible] ۱۳/ ۹ پ

متفرقات		
آمد	فیس لازمین	[illegible]
	متفرق شفقرہ	[illegible]
	قیمت رودہ	[illegible]
	میزان	[illegible]
خرچ	پنشن گذشتہ	[illegible]
	پنشن	[illegible]
	قرضہ چندہ	[illegible]
	محاسب	[illegible]
	ناظر	[illegible]
	شفاخانہ	[illegible]
	میزان	[illegible]
	فاضل	[illegible]

بورڈران ہائی		
آمد	آمد	[illegible]
	متفرق	[illegible]
	میزان	[illegible]
	بقایا سابقہ	[illegible]
	میزان	[illegible]
خرچ	خرچ	[illegible]
	باقی	[illegible]

بورڈران احمدیہ		
آمد	آمد	[illegible]
	متفرق	[illegible]
	میزان	[illegible]
	بقایا سابقہ	[illegible]
	میزان کل	[illegible]
خرچ	بادرچیخانہ	[illegible]
	باقی	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم فروری ۱۹۱۶ء

تعلیم	۰	۳	۸۶۹۸
اشاعت	۳	۱۳	۲۸۸۸
مقبرہ	۱	۱۲	۹۲۴۲
مساکین	۲	۱۳	۱۹۱۷
زکوۃ	۹	۱۰	۱۴۱۵
بورڈران ہائی	۰	۱	۲۲۷۱
" احمدیہ	۹	۶	۲۷۶
امانت اندرونی	۹	۱۴	۶۴۰۲
" بیرونی	۹	۱۲	۶۷
مستقل فنڈ	۶	۱۲	۳۹۱۴
میزان	۰	۱۰	۳۷۰۹۵
منہائی فاضل	۷	۱۳	۲۸۶۰۸
	۵	۱۲	۸۴۸۶
منہائی پیشگی	۹	۶	۸۴۸۵
باقی نزد امین	۸	۵	۱

فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۱۳	۵۸۲۶
بیت المال	۱۱	۱۴	۱۴۵۵۷
تعمیر	۲	۱۵	۲۱۵۶
یتامیٰ	۱۱	۲	۱۱۵۳
متفرقات	۷	۱۵	۴۹۱۳
میزان	۷	۱۳	۲۸۶۰۸

تفصیل پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۹	۹	۴۹۵۸
مقبرہ	۰	۱۵	۴۹۸
متفرقات	۰	۰	۴۵۷
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
میزان	۹	۶	۸۴۸۵

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۶ء

تعلیم — آمد

فیس مدرسہ	چندہ	عید فنڈ	اراضیات	صنعتی	سپاری	میزان	بقایا سابقہ	کل میزان
[illegible] ۳۰/	[illegible] ۵/	[illegible] ۹/	[illegible] ۰۸/	[illegible] ۷/	[illegible] ۹/	[illegible] ۲/۵/	[illegible] ۳/	[illegible]

تعلیم — خرچ

کتب لائبریری	سائر	اخراجات بورڈنگ	متفرق	سائر	وظائف	صنعتی	اراضیات	میزان	باقی
[illegible] ۰۵/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱/	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۶/	[illegible] ۰۹/	[illegible] ۰۲/	[illegible] ۳/ / [illegible] ۶/	[illegible] ۱/۱۱/

مساکین

چندہ	بقایا سابقہ	میزان کل
[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱۳/۲/	[illegible] ۱۰/۲/

مدرسہ احمدیہ — آمد

چندہ	وظائف	میزان
[illegible] ۱۱/۲/	[illegible]	[illegible] ۱۱/

مدرسہ احمدیہ — خرچ

فاضل گذشتہ	فاضل	عملہ	خرچ بورڈنگ	وظائف	میزان	فاضل
[illegible] ۱۳/	[illegible] ۱/۱۰/	[illegible]	[illegible] ۰۱۳/	[illegible] ۰۱/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۱/۱۰/

مقبرہ — آمد

آمد حصہ	وصایا	شرط اول	میزان حصہ	بقایا سابقہ	میزان
[illegible] ۲/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۲/	[illegible] ۱۲/	[illegible] ۱۴/

مقبرہ — خرچ

دفتر تبلیغ	تبلیغ	تزئین	تعمیر	انتظام	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۳/	[illegible] ۳/	[illegible] ۱۱/۱/

اشاعت اسلام — آمد

اراضیات	انگریزی	اردو	بمد	شعر	میزان	بقایا سابقہ	میزان کل
[illegible] ۱۴/۱۱/	[illegible] ۱/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۰۱۵/	[illegible] ۶/	[illegible] ۱۰/۱۱/	[illegible] ۱۳/	[illegible] ۸/۲/

اشاعت اسلام — خرچ

عملہ	انگریزی	اردو	بمد	سائر	اخبارات	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible] ۰۵/	[illegible] ۷/	[illegible]	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۶/	[illegible] ۱/۱۱/

تعمیر — آمد

چندہ	شعر	میزان
[illegible]	[illegible] ۰۱۲/	[illegible] ۰۱۲/

تعمیر — خرچ

بقایا فاضل	فاضل	عملہ	فاضل
[illegible] ۱۵/۲/	[illegible] ۲/۸/	[illegible] ۶/	[illegible] ۸/۸/

بیت المال — آمد

لنگر	چندہ علاقہ	میزان	فاضل گذشتہ	فاضل	سائر
[illegible] ۸/۸/	[illegible] ۸/	[illegible] ۸/۸/	[illegible] ۱۴/۱۱/	[illegible] ۱۴/	[illegible] ۰۱۲/

بیت المال — خرچ

خورد و نوش	وظائف خورد و نوش	میزان خرچ	فاضل
[illegible] ۱۵/	[illegible] ۰۲/	[illegible] ۱۵/	[illegible] ۱۳/

متفرقات — آمد

فیس ملازمین	فروخت ادویہ	متفرق آمد	فیس بورڈران	میزان آمد	بقایا فاضل
[illegible] ۱۲/	[illegible] ۰۷/	[illegible] ۰۱۵/	[illegible] ۸/	[illegible] ۱۱/	[illegible] ۱۵/۷/

متفرقات — خرچ

فاضل	دفتر سائر	محاسب	ناظر	شفاخانہ	میزان خرچ	فاضل
[illegible] ۱۴/۷/	[illegible] ۱/	[illegible] ۱۲/	[illegible]	[illegible] ۹/	[illegible] ۵/	[illegible] ۹/۷/

تفصیل بقایا صیغہ جات یکم مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

تعلیم	۱۱	۱	۹۱۴۲
اشاعت	۱۱	۱	۳۴۳۵
مقبرہ	۱	۱۱	۹۲۶۲
مساکین	۲	۱۰	۲۰۲۶
زکوٰۃ	۳	۶	۱۱۹۰
بورڈران بالٰی	۳	۴	۲۰۹۸
احمدیہ	۰	۱۰	۲۴۰
امانت اندرونی	۹	۶	۶۶۱۹
" بیرونی	۹	۱۲	۶۷
مستقل فنڈ	۲	۲	۳۹۱۴
میزان	۷	۳	۳۷۹۹۷
منہائی فاضل	۶	۲	۲۹۳۳۶
باقی	۱	۱	۸۶۶۱

بورڈران بالٰی											
آمد						خرچ					
[illegible]	متفرق	میزان	بقایا [illegible]	میزان [illegible]	[illegible]	خوردونوش	متفرق [illegible]	میزان خرچ	بقایا		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		

بورڈران احمدیہ								زکوٰۃ				
آمد			خرچ									
[illegible]	بقایا [illegible]	میزان	[illegible]	خوردونوش	میزان	باقی		بقایا [illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یتامٰی						امانت اندرونی			بیرونی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل	[illegible]	[illegible]	میزان		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۱۰	۰	۶۴۳۰
بیت المال	۳	۱۳	۱۴۱۹۲
یتامٰی	۲	۲	۱۱۷۶
تعمیر	۸	۸	۲۲۶۹
متفرقات	۷	۹	۵۲۶۷
میزان	۶	۲	۲۹۳۳۶

تفصیل پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۶	۱۳	۶۲۳
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۹	۹	۴۹۵۸
مقبرہ	۰	۰	۴۳۴
متفرقات	۰	۰	۴۵۷
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
میزان	۳	۵	۸۴۴۲

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ مارچ ۱۹۱۶ء

تعلیم

آمد: فیس مدرسہ	چندہ خاص	گرانٹ سرکاری	ارفضیات	تقسیم مساکین	متفرق	ضمنی	کرایہ مکانات	میزان	بقایا	میزان کل	خرچ: عملہ	سامان	ورزش	سائر	اخراجات بورڈنگ	بھوپڑی	فیض اللہ	سرائے	وظائف	اخراجات و امدادی	کرایہ مکانات	ضمنی	ارفضیات	اخراجات تعمیر	میزان خرچ	بقایا
[illegible] ۱۵/۰	[illegible] ۲/۰	[illegible] ۴/۰	[illegible] ۶/۰	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۱۲/۰	[illegible] ۷/۰	[illegible]	[illegible] ۸/۱	[illegible] ۱/۱	[illegible] ۱۰/۰	[illegible] ۷/۰	[illegible] ۱۰/۰	[illegible] ۱۱/۰	[illegible] ۵/۰	[illegible] ۹/۰	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۶/۰	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۴/۰	[illegible]	[illegible] ۷/۰	[illegible] ۸/۰	[illegible] ۸/۰	[illegible] ۱۵/۰	[illegible] ۱۰/۰

اشاعت اسلام

آمد: چندہ جات	انگریزی	اردو	ریویو	کرایہ مکانات	متفرق	میزان	بقایا	میزان کل	خرچ: عملہ	انگریزی	اردو	ریویو	لائبریری	سائر	میزان	باقی	تعمیر: ریزرو	متفرق	کرایہ مکانات	اخراجات تعمیر	میزان	خرچ: فاضل گذشتہ	فاضل	عملہ	مرمت معمولی	میزان	فاضل
[illegible] ۲/۰	[illegible] ۹/۰	[illegible] ۹/۰	[illegible] ۵/۰	[illegible]	[illegible] ۱۴/۰	[illegible] ۹/۰	[illegible] ۱/۱	[illegible] ۵/۱۱	[illegible]	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۱۰/۰	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۴/۰	[illegible] ۸/۶	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۱۰/۰	[illegible]	[illegible] ۸/۰	[illegible] ۱۵/۰	[illegible] ۸/۷	[illegible] ۸/۱	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۱۴/۰	[illegible] ۶/۱۱

مدرسہ احمدیہ / بیت المال

مدرسہ احمدیہ آمد: چندہ	امداد وظائف	فیس بورڈنگ	[illegible]	میزان	فاضل گذشتہ	فاضل	عملہ	اخراجات بورڈنگ	وظائف	میزان خرچ	فاضل	بیت المال آمد: [illegible]	اعانت	متفرق	میزان	فاضل گذشتہ	فاضل	عملہ	سائر	خورد و نوش	وظائف	ایک بیت	میزان	فاضل
[illegible] ۲/۰	[illegible]	[illegible] ۲/۰	[illegible] ۱۰/۰	[illegible] ۱۳/۱	[illegible] ۱۵/۰	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۱۱/۰	[illegible] ۷/۰	[illegible] ۷/۰	[illegible] ۷/۰	[illegible] ۸/۰	[illegible]	[illegible] ۷/۱۵	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۱۳/۸	[illegible] ۸/۰	[illegible] ۶/۰	[illegible] ۳/۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۱۵/۲	

مقبرہ بہشتی / مساکین

مقبرہ بہشتی آمد: حصہ آمد	وصایا	حصص جائداد	ماہوار	شرط اول	آمد میزان	بقایا	میزان کل	خرچ: تنخواہ	سائر	انتظام	اخراجات	تعمیر	میزان خرچ	باقی	مساکین آمد: چندہ	چندہ وصیت	میزان	بقایا	میزان کل	خرچ: تعلیم	امداد	متفرق	میزان خرچ	باقی
[illegible] ۶/۰	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۸/۰	[illegible]	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۶/۱	[illegible] ۱۱/۱	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۹/۰	[illegible]	[illegible] ۶/۰	[illegible] ۸/۰	[illegible]	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۱۵/۱	[illegible]	[illegible] ۸/۰	[illegible] ۷/۱	[illegible] ۱۰/۲	[illegible] ۲/۱	[illegible] ۱/۰	[illegible] ۱۲/۰	[illegible] ۱۴/۰	[illegible] ۱۳/۰	[illegible] ۶/۱

بقایا صیغہ جات یکم اپریل سنہ ۱۹۱۶ء کو

تعلیم	۳	۱۰	۷۷۹۶
اشاعت	۸	۶	۳۹۷۰
مقبرہ	۴	۱۰	۱۰۲۰۸
مساکین	۱	۶	۵۹۰
زکوٰۃ	۵	۱	۹۹۰
بورڈران ہائی	۶	۱	۳۰۹۱
″ احمدیہ	۹	۲	۲۳۳
امانت اندرونی	۹	۶	۶۶۰۴
″ بیرونی	۹	۱۲	۶۷
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۰	۱۳	۳۷۴۶۶
منہائی فاضل	۲	۵	۲۹۰۲۶
	۱۰	۷	۸۴۴۰
منہائی پیشگی	۳	۵	۸۴۳۶
زر دامین	۷	۲	۴

فاضل صیغہ جات بیکم اپریل سنہ ۱۶ء

یتامی	۹	۱۳	۱۳۰۵
مدرسہ احمدیہ	۷	۷	۶۲۱۶
بیت المال	۲	۱۵	۱۴۳۰۹
تعمیر	۱۱	۶	۲۱۹۶
متوقعات	۹	۹	۵۰۹۷
میزان	۲	۵	۲۹۰۲۶

پیشگی صیغہ جات یکم اپریل سنہ ۱۶ء

مدرسہ احمدیہ	۶	۱۳	۶۲۳
تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۹	۹	۴۵۵۸
مقبرہ	۰	۰	۴۲۸
متفرقات	۰	۰	۸۵۵
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
میزان	۳	۵	۸۴۳۶

خلیفہ رشید الدین
محاسب
محمد اشرف
ناظر

بورڈران ہائی

آمد	متفرق	میزان	بقایا بابت	میزان کل	خرچ باورچی خانہ	خورد و نوش	متفرق اخراجات	میزان الخرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران احمدیہ

آمد	متفرق	میزان	بقایا بابت	میزان کل	خرچ باورچی خانہ	خورد و نوش	فیس	متفرق اخراجات	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرقات

فیس ملازمین	فیس بورڈران	قیمت کتب	متفرق	انتظامی اخراجات	میزان	فضل گزشتہ	فاضل	دفتر سکرٹری	چندہ وظیفہ	نادہندہ	[illegible]	محاسب	ناظر	خرچ خانہ	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

امانت اندرونی / بیرونی / مستقل فنڈ

امانت اندرونی: بقایا بابت	خرچ	باقی	بیرونی	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

زکوٰۃ

بقایا بابت	وظائف	متفرق	انتظامی	میزان	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یتامی

آمد: چندہ	فضل گزشتہ	فضل	خرچ: وصل خرچ	وظائف	انتظامی اخراجات	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء قادیان دارالامان

تعلیم — آمد / خرچ؛ تعمیر — آمد / خرچ

ذخیرہ مدرسہ	فیس مدرسہ	ارزیابی	متفرق	فیس بورڈنگ	ضمنی	میزان	[illegible]	میزان	عملہ	سائر	بورڈنگ	[illegible]	فضل الہی	[illegible]	ضمنی	ارزیابی	میزان	باقی	متفرق	[illegible]	بلڈنگ	متفرق	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — آمد / خرچ؛ اشاعت اسلام

ذخیرہ	فیس بورڈنگ	میزان	[illegible]	[illegible]	عملہ	بورڈنگ	وظائف	میزان	فاضل	اعانت	انگریزی	اردو	[illegible]	متفرق	میزان	میزان	[illegible]	میزان	عملہ	[illegible]	لائبریری	[illegible]	متفرق	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیت المال — آمد / خرچ؛ مساکین — آمد؛ یتامیٰ — آمد

لنگر	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	[illegible]	عملہ	سائر	خورد و نوش	[illegible]	میزان	فاضل	ذخیرہ	[illegible]	میزان	[illegible]	میزان کل	ذخیرہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	وظائف	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مقبرہ — آمد / خرچ؛ زکوٰۃ — آمد / خرچ

حصہ آمد	وصایا	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	میزان کل	[illegible]	ساجد	باغ	منیب	[illegible]	باغیچہ	[illegible]	میزان	باقی	[illegible]	وظائف	متفرق	میزان	باقی	منتقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم مئی سنہ ۱۹۱۶ء کو

تعلیم	۹۸۲۲	۵	۶
اشاعت	۴۰۱۴	۱۱	۵
مقبرہ	۱۰۲۵۹	۹	۷
مساکین	۷۳۷	۲	۱
زکوٰۃ	۸۵۷	۱۳	۰
بورڈران ہائی	۲۸۶۷	۴	۶
احمدیہ	۲۳۰	۳	۳
امانت اندرونی	۵۹۴۴	۶	۹
بیرونی	۶۱	۰	۰
مستقل فنڈ	۳۹۱۴	۲	۶
میزان	۳۸۷۰۸	۱۰	۷
منہائی فاضل	۳۰۲۵۱	۱۰	۱۱
	۸۴۵۶	۱۵	۸
منہائی پیشگی	۸۴۳۸	۵	۳
باقی نزد امین	۱۸	۱۰	۵

تفصیل فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۶۶۹۰	۱	۱
بیت المال	۱۴۶۶۴	۱۵	۱۱
تعمیر	۲۰۹۲	۶	۱۱
یتامیٰ	۱۳۹۷	۳	۹
متفرقات	۵۳۹۷	۱۵	۳
میزان	۳۰۲۵۱	۱۰	۱۱

تفصیل پیشگی صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۶۲۳	۱۳	۶
تعلیم	۱۶۲۰	۱۴	۰
بیت المال	۴۵۵۸	۹	۹
مقبرہ	۴۲۴	۰	۰
متفرقات	۸۵۱	۰	۰
اشاعت	۳۵۰	۰	۰
میزان	۸۴۲۸	۵	۳

خلیفہ رشید الدین
محاسب

محمد اشرف
ناظر

بورڈران ہائی		امانت اندرونی			امانت بیرونی		
آمد	خرچ	بقایا سابقہ	خرچ	باقی	بقایا سابقہ	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرقات		بورڈران احمدیہ	
آمد	خرچ	آمد	خرچ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

وزیر ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینیجر و پرنٹر کے چھپا صدر انجمن احمدیہ قادیان نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ؞ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۵ بابت اگست ۱۹۱۶ء نمبر (۸)

مطابق شوال سنہ ۱۳۳۴ھ

چندہ سالانہ

معہ محصول ڈاک

فہرست مضامین

عربی قاعدہ یسّرنا القرآن مکمل

یہ قاعدہ کچھ دنوں سے فروخت ہوگیا تھا۔ اور پھر چھپنے تک اکثر لوگوں کی درخواستیں بلاتعمیل پڑی رہنے سے شائقین قرآن مجید کو بڑی تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اب خدا کے فضل سے نہایت عمدہ چھپکر تیار ہوگیا ہے۔ اس لیئے وہ لوگ جو قرآن مجید پڑھانے کی خاطر اس بے نظیر قاعدہ کو خریدنا چاہتے ہیں وہ جلد درخواستیں بھیجدیں۔ اخراجات کے متعلق یہ عرض ہے کہ کاغذ کی سخت گرانی ہے آج سے ایک سال پہلے کی نسبت کاغذ کی قیمت اڑھائی گنے کے قریب زیادہ ہوگئی ہے چنانچہ ۱۹۱۳ء میں دس ہزار قاعدہ کے ساری اخراجات کیلیئے چھ سو روپیہ کی منظوری تھی لیکن اب صرف کاغذ پر سوا چھ سو روپیہ خرچ آیا ہے دیگر اخراجات لکھائی چھپائی وغیرہ علاوہ ازیں ہیں۔ اسلیئے اس دفعہ قاعدہ کی قیمت بجائے ۲ ر کے ۳ ر رکھنی پڑی ہے۔ جو اس قاعدہ کی خوبیوں کے مقابل زیادہ نہیں ۔ **مینجر ریویو آف ریلیجنز قادیان**

شرح اُجرت اشتہارات ریویو آف ریلیجنز

میعاد	پورا صفحہ انگریزی	پورا صفحہ اردو	نصف صفحہ انگریزی	نصف صفحہ اردو	چوتھائی صفحہ انگریزی	چوتھائی صفحہ اردو	ایک سطر انگریزی	ایک سطر اردو
سالانہ	مہ	للعہ	لعسہ	لعسہ	لعہ	لعہ	سے ر	سے ر
ششماہی	لعسہ	لعسہ	لعہ	لعہ	عہ	عہ	عہ ۱۲ر	عہ ۱۲ر
سہ ماہی	لعہ	لعہ	عہ	عہ	کہر	کہ	عہر	عہر
ایک دفعہ	لے	لے	للعہر	للعہر	سہ	سے ر	۸ر	۸ر

تمام درخواستیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہییں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسیح یسوع کا مذہب حقیقی اور انجیل متی کی تواریخ تحقیقی

(مرقومہ جناب شیخ عبدالخالق صاحب نومسلم)

چند ایام ہوئے۔ ہمیں ایک پُرانا واقعہ یاد آیا۔ ابتدائی حالت میں جبکہ ہم اپنے ایک معزز باوقار یوُرپین **مشنری** کے پاس بائیبل درساً پڑھا کرتے تھے۔ تو ایک دن اثنائے درس میں ہم نے صاحب ممدوح کی خدمتمیں کسی بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض کیا۔ کہ دراصل یہود نے خداوند مسیح پر بڑے بڑے جور و ستم ڈھائے۔ اسپر ہماری یوُرپین مشنری صاحب نے فخریہ لہجہ میں فرمایا۔ کہ اب تو **یہودی** بھی اس امر کو ہمارے سامنے یوُرپ میں فخریہ پیش کرتے ہیں۔ کہ یسوع **یہودی** تھا۔

اسی دن سے جبکہ ہمیں یہ واقعہ یاد آیا۔ ہم نے اسپر سوچنا شروع کیا۔ کہ آیا اس معاملہ میں اہل تثلیث حق پر ہیں۔ یا کہ یہودی اور یونیٹیرین والے۔ کیونکہ اہل تثلیث مسیح یسوع کا ایک نیا مذہب بتاتے ہیں۔ اور یہودی اور یونیٹیرین اسکے خلاف یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ **یہودی الاصل** کے علاوہ یہودی المذہب بھی تھا۔ لہٰذا ہم نے اس معاملہ میں تحقیق شروع کی۔

دلیل اوّل } منجملہ دیگر اثبات کے سب سے پہلے ہم مسیحیوں کی مسلمہ تواریخ کو مدِ نظر رکھیں گے انجیل یوحنا کے چوتھے باب میں ایک قصّہ مرقوم ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے۔ کہ مسیح یسوع نے ایک سامری عورت کے ساتھ کچھ گفتگو کی۔ اور اسے نبوت کی راہ سے کچھ ایسی باتیں جن کا بظاہر مسیح کو کوئی علم نہ تھا۔ بتائیں۔ اس لمبے قصّہ کی ایک عبارت ہمارے مطلب کو واضح طور سے صاف کئے دیتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ "اس سامری عورت نے اس سے کہا (یعنی مسیح سے) تو یہودی ہو کر مجھ سامری عورت سے کیوں پانی مانگتا ہے" یوحنا ۴ اس ایک ورس میں چند امور غور طلب ہیں۔ جنکی تحقیق کرنا فریقین کے اغراض و مقاصد کی جانچ کے لیئے ضروری ہے ۔

۱ - یہ کہ۔ کیا مسیح جب مبعوث ہو چکا ہوا تھا۔ یہ اسوقت کا ذکر ہے۔ یا اس سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس کی نسبت ہر کہ ومہ کو معلوم ہے۔ کہ یہ واقعہ اسی زمانہ کا ہے۔ جبکہ وہ تیس ایک برس کا ہو کر اپنی تبلیغ کا کام حسب الحکم اپنے آسمانی باپ کے شروع کر چکا ہوا تھا۔ چنانچہ اسی باب کی ورس ۲۷ میں لکھا ہے۔ "اتنے میں اسکے شاگرد آ گئے ۔ اور تعجب کرنے لگے۔ کہ وہ عورت سے باتیں کرتا ہے" پس ثابت ہُوا۔ کہ یہ واقعہ اسی وقت ظہور پذیر ہوا جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو چکا ہوا تھا۔

ب - اس سامری عورت نے مسیح کو کیوں یہودی سمجھا۔ سو ظاہر ہے۔ کہ بقول ؎

ہر کہ را جامہ پارسا بینی ٭ پارسا دان و نیک مرد انگار

سامری عورت نے مسیح کے لباس اور اسکے اوضاع و اطوار کی وجہ سے اسکو یہودی سمجھا تھا۔ اور اس زمانہ میں چونکہ یہودی دیگر اقوام سے مختلف لباس پہنتے تھے۔ اسلیئے عورت نے مسیح کو یہودی کہا۔

ج - کیا مسیح نے اس امر کو تسلیم کر لیا۔ کہ واقعی وہ یہودی ہے۔ اسکے واسطے سب سے پہلے اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ خود مسیح نے عورت کے اس خیال کی تردید نہیں کی۔ اور نہیں کہا۔ کہ مَیں یہودی نہیں میرا مذہب ایک علیحدہ مذہب ہے۔ بلکہ اس نے اس امر کو تسلیم کر کے کوئی تردید نہیں کی۔ لیکن اب اسکے بعد اہل تثلیث کا یہ کہنا۔ کہ مسیح دراصل یہودی

نہ تھا۔ اس کا الگ ایک مذہب تھا۔ کس قدر لغو اور فضول ہے۔

پس ثابت ہوا۔ کہ مسیح یسوع ایک یہودی نبی تھا۔

ہم عام طور پر وہ اعتراض یا ثبوت بھی جو اہل تثلیث اس بارے میں یوحنا کی انجیل کے مقام مذکورہ بالا سے اپنے مدعا کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اپنے ناظرین کو سنا دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ تثلیثی کہتے ہیں۔ کہ یوحنا کے اسی مذکورہ مقام سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ یسوع دراصل یہودی نہ تھا۔ جس کے وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

اول یہ۔ کہ یسوع اگر یہودی مذہب کا پابند تھا۔ تو کیوں سامری عورت سے پانی مانگا۔ درانحالیکہ یہودی سامریوں کے ساتھ کوئی میل جول شرعاً نہیں رکھتے تھے۔

دویم یہ کہ۔ یسوع نے تسلیم نہیں کیا۔ کہ واقعی میں سچ مچ یہودی ہوں۔

یہودی سامریوں سے صرف اس وجہ سے کہ انکی مذہبی کتب انہیں ایسا کرنے پر مجبور کرتی تھیں۔ نفور نہ تھے۔ بلکہ اسکی وجہ صرف یہ تھی۔ جو عہد عتیق کے مختلف صحائف کے کئی ایک ابواب میں مفصل طور پر تحریر ہے۔ کہ بموجب عزرا ۴ کے جب زربابل مع تمام اسرائیلیوں کے شہر یروشلم کو آباد کرنے لگا۔ تو اس وقت ایسے لوگوں نے مخالفت کی تھی۔ ان کا سرغنہ بمطابق نحمیاہ ۲/۱ و ۶/۱ سنبلط حورونی اور عمونی غلام طوبیاہ تھا۔

اب دوسری جانب نگاہ کرو۔ سامریوں کی تورات کی بابت بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ وہ تورات کے معتقد تھے۔ خواہ وہ تورات موجودہ کے موافق ہو یا مخالف۔ لیکن اس جگہ ہم تمام عیسی اقوام سے جو موجودہ عہد عتیق کے معتقد ہیں۔ ضرور پوچھیں گے۔ کہ اگر سامریوں کی تورات صرف بدیں وجہ کہ وہ موجودہ تورات سے ذرا مخالف ہے۔ تمہارے ہاں قابل اتباع نہیں تو پھر جوزیفس یہودی مورخ معتبر و مستند کا حساب بنی آدم کی عمر والا کیوں سامریوں کی تورات سے مقابلہ کرنے کے وقت لگا کھاتا ہے۔ کیوں تم نے ایسے حساب کو جس کی صحت کی جانچ تم نے سامریوں کی تورات اور جوزیفس کے حساب سے سمجھی تھی۔ درج کیا۔ اگر سامریوں کی تورات ایسی ہی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ تو لامحالہ تمہارا حساب غلط ہے۔ پھر اسے بائیبل سے باہر نکال پھینکو۔

دوسری بات جس کی وجہ سے عہد عتیق کے معتقد سامریوں سے نفور ہیں۔ یہ ہے کہ سامری بجز مجموعۂ تورات یا پہلی سات کتابوں کے باقی کل عہد عتیق پر ایمان نہیں رکھتے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ صدوقی جو کہتے ہیں۔ قیامت ہے ہی نہیں۔ پھر تم نے ان کے ساتھ ہی کوئی مناظرہ کیا ہوتا۔ درآنحالیکہ وہ بھی صرف تورات پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم نے کوئی تورات کی آیت ان کے سامنے پیش کی ہوتی۔ کہ دیکھو اس خبر و نص سے قیام قیامت ثابت ہے۔ درآنحالیکہ علم حدیث اور خصوصاً طالمود فریسی اور فقیہہ اپنے ہاں جزدانوں میں موجود رکھتے تھے۔

دوسرے ایک اور زبردست حجت ہم اس بارے میں ایسی اقوام پر کیئے دیتے ہیں لیکن اول اس میں تنقیح طلب امور یہ ہیں۔ کیا یہود ہمیشہ سے اب تک غیر اقوام سے نفور ہیں۔ اور کہ انہیں کبھی اپنے میں شامل کرلینے کیلئے طیار نہیں ہوئے اس تنقیح کا جواب یہودی۔ رومی مسیحی تواریخوں میں اب تک موجود ہے۔ اور سب مورخ بالاتفاق اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ مسیح کے آنے سے پہلے ہی یہودی غیر اقوام کو اپنے میں لینے کے لیئے سرگرم تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ غیر اقوام کو مرید کیا جاتا تھا۔ اور ایسے نو مرید یہودیوں کی دو اقسام تھیں۔ اول راستبازی کے مرید۔ دوئم دروازے کے مرید۔

راستبازی کے مرید وہ تھے۔ جن کا ختنہ کیا جاتا تھا۔ اور قریباً کل شرعی و قومی حقوق وہ حاصل کر لیتے تھے۔ دروازے کے مرید وہ تھے۔ جو صرف عبادت میں شریک اور بت پرستی نہ کرتے تھے۔ دیکھو کالب کی تواریخ مصنفہ ریورنڈ جیمز جی ڈی ڈی ترجمہ ریورنڈ ای ایم ویری صاحب ایم اے۔

پس درآنحالیکہ یہودی غیر اقوام کو بھی اپنے میں ملا لیتے تھے۔ پھر مسیح کا ایک سامری عورت سے پانی طلب کرنا کیا مضائقہ۔ درآنحالیکہ اس نے پیا بھی نہ تھا۔ بلکہ یہ کہکر اپنے اس پانی طلب کرنے کی تفسیر کردی "یسوع نے جواب میں اس سے کہا۔ اگر تو خدا کی بخشش کو جانتی۔ اور یہ بھی جانتی۔ کہ وہ کون ہے۔ جو تجھ سے کہتا ہے۔ مجھے پانی پلا۔ تو اس سے مانگتی اور تجھے زندگی کا پانی دیتا۔" ورس عنا

پس ثابت ہُوا۔ کہ بموجب **شرع** یا رواج یہود کے یسوع کا اس عورت سے پانی طلب کرنا در اصل اسے اپنی بعثت کی نسبت تبلیغ کرنا ہی مقصود تھا۔ نہ کچھ اور۔ اور اب یہ امر ظاہر ہے۔ کہ خود یہود اس زمانہ میں سامریوں کے علاوہ دیگر اقوام کو بھی شاگرد بناتے اور انہیں حقوق دیتے تھے۔ لہٰذا یہ بات یسوع کی یہودیت میں کوئی دھبہ نہیں لگاتی۔

دلیل دویم } اگر کوئی مسیحی صاحب یہ کہیں کہ یسوع نے خود اقرار نہیں کیا۔ کہ مَیں یہودی ہوں۔ اس جملہ سالبہ کی مثبت طرز یہ ہوگی۔ کہ مسیح نے کہیں انکار کیا ہو۔ کہ مَیں یہودی المذہب نہیں ہوں۔ پس ہم اس انکار کے مقام کا نشان چاہتے ہیں۔ اور اقرار کا پتہ ہم بتائے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے "یہ نہ سمجھو کہ مَیں **توریت یا نبیوں** کی کتابوں کو **منسوخ** کرنے آیا ہوں۔ **منسوخ** کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہوجاوے پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں بھی کسی کو توڑے گا۔ اور نہ ہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن **جو انپر عمل** کریگا۔ اور **انکی تعلیم** دیگا۔ وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تمھاری راستبازی **فقیہوں اور فریسیوں** کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز **داخل نہ ہوگے**" متی کی انجیل ۵ / ۱۷ تا ۲۰

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اول انجیل کی ان عبارات کی مسلمہ تفسیر و تشریح واضح طور سے تحریر کر دی جائے۔

پس واضح ہو۔ کہ مسیح کہتا ہے۔ مَیں تمھیں (یعنی شاگردوں کو) نئی باتیں نہیں سکھلاتا۔ بلکہ انہیں پُرانی باتوں کی تجدید کرتا ہوں۔ جو بوجہ یہود کی احادیث اور اقوال کی آمیزش کے گوشت سے سخت ہڈی بن گئی ہوئی تھیں۔ اور خالص باتیں ہاتھ سے نکل گئی ہوئی ہیں۔ یعنی یہ گمان نہ کرو۔ کہ مَیں پُرانے کو ہٹا کر کچھ نیا تمھیں دیتا ہوں۔

نہیں بلکہ وہی پرانی تعلیمیں دیتا ہوں جنہیں میں پورا کرنے آیا ہوں (اور خود بھی پورا کیا دیکھو متی ۳/۱۵) یعنی توریت اور صحف الانبیاء کل پرانا عہد نامہ۔ اور جس خیال پر تم قائم ہو۔ یعنی پرانا عہدنامہ اسے برباد کرنے نہیں آیا۔

اب اسکو آگے ورس ۱۸ میں اور بھی واضح کر کے فرمادیا "کیونکہ میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاوے۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو"

لفظ سچ ترجمہ لفظ امین کا ہے۔ جسکے معنے عبرانی میں سچ کے ہیں۔ یعنی مسیح تاکیدی طور پر بموجب زبور ۱۱۹/۸۹ کے کہتا ہے۔ کہ توریت اور صحف الانبیاء تو بعد از قیامت بھی نہ ٹلیں گے۔ یعنی ان کا قیام اور چیزوں کی نسبت زیادہ ہے۔

ایک نقطہ یا ایک شوشہ۔ واضح ہو۔ کہ نقطہ عبرانی زبان میں سب سے چھوٹا حرف ہے جسے یود کہتے ہیں اور جو یائے تحتانی کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ یہود کے حساب کے بموجب یہ حرف توریت میں ۶۶ ہزار جگہ آیا ہے۔ (یہود نے حروف شمار کیئے) شوشہ حرف کا کونہ ہوتا ہے۔ پس مطلب یہ۔ کہ توریت کا ایک حرف بلکہ ایک شوشہ بھی کبھی نہیں ٹل سکتا۔ (مفصل دیکھو تفسیر متی مصنفہ ریورنڈ آر کلارک صاحب)

مذکورہ بالا بیان سے ثابت بہ تفصیل کلی ہوا۔ کہ مسیح یسوع کے نزدیک توریت یا صحف الانبیاء (علیہم السلام) کی کسی کتاب کی ایک آیت یا لفظ تو درکنار۔ نقطہ اور شوشہ بھی نہیں ٹل سکتا۔ اور جو کوئی توریت یا صحف الانبیاء کے احکام میں سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی توڑے گا۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاویگا"

ورس ۱۹

اور اس جگہ چھوٹے سے چھوٹا حکم جو کہا۔ تو اسکے یہ معنے ہیں۔ کہ فریسیوں نے الٰہی احکام کو دو حصّوں میں منقسم کیا ہوا تھا۔ اول احکام کبیر دوئم احکام صغیر۔ اسی محاورے کے موافق ان کا ذکر متی ۱۵/۳ تا ۹ و ۲۳/۲۳ میں آیا ہے۔ مطلب یہ کہ کوئی حکم چھوٹا نہیں۔ سب احکام توریت کو بڑا جانو۔ اور کسی کو نہ توڑو۔